Tuhfat ul Ulama
An adaptation of Prof. Seeley's Lectures on Education
by A. Brodhead
Class 7
Urdu Language
Pamph.
SCP
#6176

تحفۃ العلماء

Library of Princeton Theological Seminary

جسکو پادری ڈاکٹر اگسٹس براڈہیڈ صاحب نے پنجاب
ٹریکٹ سوسایٹی کے اشتہار کی رو سے عام
فایدہ کے لئے تالیف
کیا

سنہ ۱۸۷۶ع

دلیل ہندوستان پریس امرتسر مین پادری رجب علی صاحب
سوپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

تحفۃ العلماء

جسکو پادری ڈاکٹر اگسٹس براوہیڈ صاحب نے پنجاب

ٹریکٹ سوسایٹی کے اشتہار کی رو سے عام

فایدہ کے لئے تالیف

کیا

سنہ ۱۸۷۶ع

ویل ہندوستان پریس امرتسر مین پادری رجب علی صاحب

سوپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

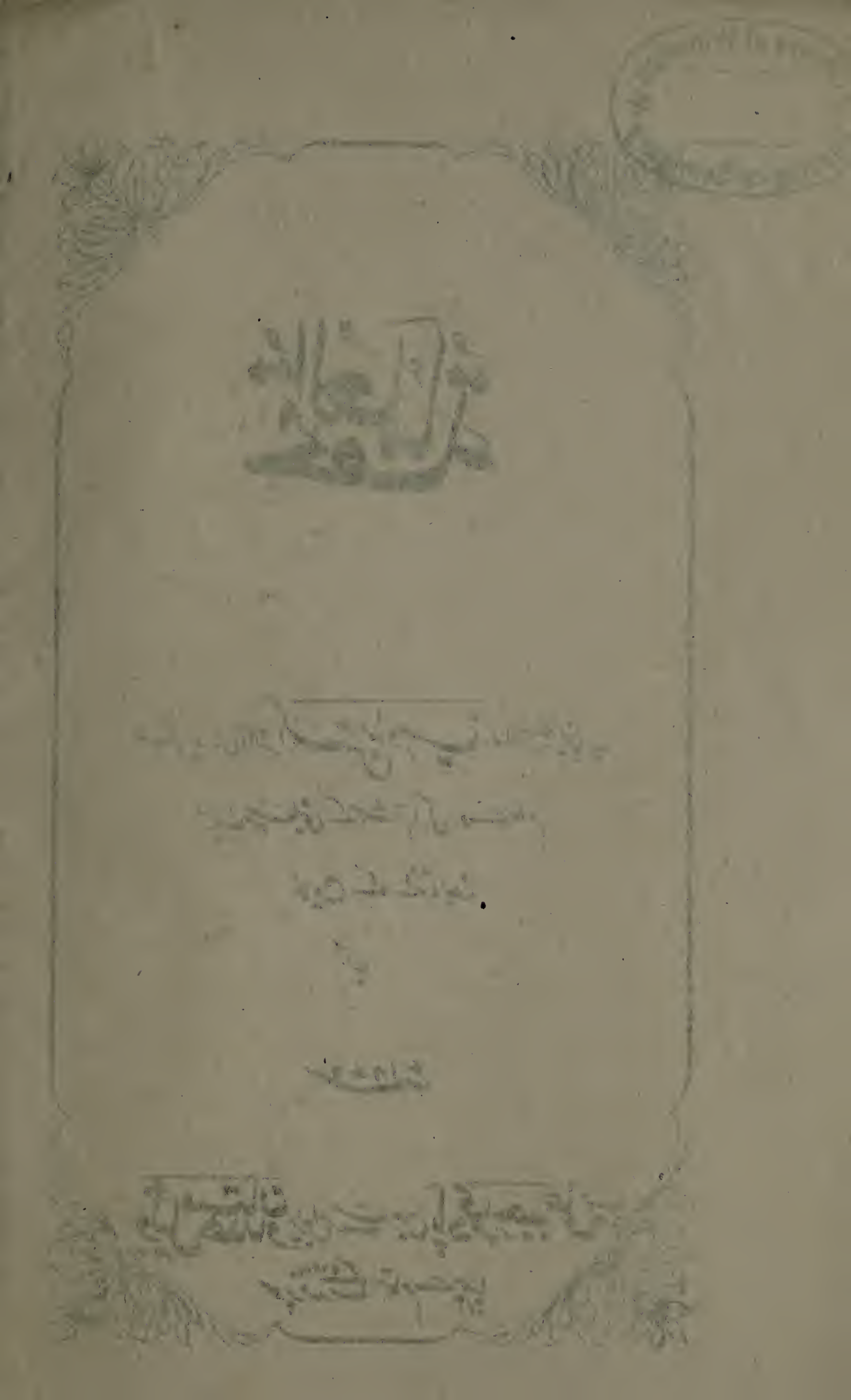

ترقی کی افضل غرض

صاحبو — جائے لحاظ ہے کہ جو قومین درجہ مین اوّل ہین اور مُقدّم ہین فی الحال اُنمین اکثر اور عجیب طرح کی تبدیلیان واقع ہوئی ہین - مثلاً امریکہ کے صوبہ ہاے متحدہ مین ایسا تبدل ہوا ہے جیساکہ اون صوبون کی خودمختاری کے شروع سے کبھی نہوا تہا - مین یہہ کہکر اُس امر پر اشارہ کرتا ہون جس سے آپ لوگ کچھہ نکچھہ واقف ہونگے کہ اُس ملک مین حبشیون کی بہت سی آل و اولاد تہی جو غلامی مین مبتلا تہی اور اُن لوگون کے آزاد کرنیکا ایسا مباحثہ ہو رہا تہا کہ اُس سے لڑائی برپا ہوئی اور ختم نہوئی جبتک کہ ہر ایک غلام کی بند توڑی نگئی اور کہین غلامی کا نام و نشان باقی نرہا - ملک جاپان مین بہی بیّنظیر تبدیلیان واقع ہو رہی ہین ابہی دس برس نہین گزرے کہ اُس ملک کا ایک جوان طالبعلم صوبہ متحدہ مین پہنچا اور اُسوقت مین جاپان کے باشندے کسی دوسرے ملک سے آمد و رفت کرنیکے اسقدر خلاف تہے کہ اُس جوان نے لاچار چہپکے اپنے وطن کو چہوڑا اور اگر گرفتار ہوتا تو اُسکا سر کاٹا جاتا - اُسوقت جاپان مین یہہ انتظام جاری تہا کہ جب مالک کو کسی سے جنگ کرنی پڑے تو زمیندارون کو اُسکی کمک کرنا اور اُسکی طرف سے لڑنا ضرور تہا - اور ملکی قانونونکا کوئی مجموعہ نتہا - اور بادشاہ خودمختار ہوتا تہا اور اُسکے ماتحت بہتیرے شاہزادے ہوتے تہے جو اپنی اپنی عملداری مین ظلم اور زبردستی کرتے

ہتے - دس برس کے عرصہ مین یہہ سب دستور بدل گئے اور فی الحال جاپان کا بادشاہ
حسب قانون مقرر کیا جاتا ہے اور اسکی ایک کونسل ہے اور لگلے انتظام کے
شاہزادہ اپنے پہلے مرتبہ کو ترک کرکے اپنی آمدنی کے دس حصونمین سے نو حصے
نئے انتظام کی مدد کو دیا کرتے ہین - علاوہ اسکے دو سو جاپانی طالب العلم جو سرکار کی
طرف سے بہیجے گئے اور پرورش بہی پاتے ہین صوبہ ہاے متحدہ کے مدرسون مین تعلیم حاصل
کرتے ہین اور اور لوگ بہی اسی طرح پر ملک انگلستان اور یورپ کے اور اور ملکونمین علم سیکہتے
ہین - چین کے حکام بہی ہرچند کہ ولایت کے لوگونکو حقیر جانتے اور اُن سے نفرت
رکہتے ہین انہون نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ اُنسے جدا رہنا اچہا نہین ہے اسوجہ سے سلطنت
چین سے بہی صوبہ ہاے متحدہ مین تیس جوان اس غرض سے بہیجے گئے ہین کہ وہ پندرہ برس
تک وہان کے مدرسونمین پڑہا کرین - اور یہہ مقرر کیا ہے کہ سال بسال چار برس تک اتنے
طالبعلم اسمین جائین - اور جو تبدیلیان کہ یورپ کی قومونمین ہوتی ہین اور جو نتیجے ان تبدیلیون
سے نکلتے ہین آپ لوگ ان کل امور سے واقف ہونگے اور واضح ہے کہ ملک ہند مین
بہی علم اسقدر بڑہتا جاتا ہے اور لوگونکی عقل اور ذہن کہلتا جاتا ہے کہ اگر جلد بڑی ترقی اور
تبدیلی ظاہر ہو تو کچہہ تعجب نہین -

القصہ سب قومون پر لحاظ کرکے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو ترقی ہر کہین
ظاہر ہوتی ہے آیا اسکی کوئی خاص غرض ہے یا نہین - لیکن ایک اور سوال ہے جسپر
اسکے پہلے غور کرنا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ ترقی کی سب سے افضل اور عمدہ غرض کیا ہے
جو شخص عقلمند اور انسان کا خیرخواہ ہو وہ سب لوگون کے لئے کون سی ترقی چاہیگا -

اِس سوال کے کئی ایک جواب ممکن ہین لیکن سبہونمین ایک ہی درست اور
معقول ہے - بعضے یہہ دعوے کرتے ہین کہ جو ترقی سب سے افضل اور مفید ہے وہ
یہہ ہے کہ لوگ علم و ہنر مین کامل ہوکر اپنے دنیوی مطلب و مقصد کو برلائین وہ کہتے ہین

کہ لازم و مناسب ہے کہ انسان تمام عالم کو اپنے قابو مین لائے اور لوہے کی سڑکین اور
تار برقی وغیرہ طیار کرے اور ہر طرح کی صنعتین ایجاد کرے اور تجارت کو بڑہائے اور جسقدر انسانکی
حاجتین ہون اسیقدر اُن احتیاجون کے رفع کرنے کے وسیلے بہی طیار کرے اسیطرح آدمی آپسمین
اعتماد کرنا سیکھینگے لڑائیان ختم ہوجائینگی قومونمین برادرانہ محبت ہوگی اور رفتہ رفتہ تہذیب اخلاق
کمال تک پہنچینگے۔

اسباب مین دو دقتین ہین جو ذیل مین درج ہین پہلی یہہ ہے کہ علم و ہنر اگرچہ مفید ہین
تاہم اُنکو بذات خود ترقی پانے کی طاقت نہین ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ علم و ہنر کی صنعتین ہرچند
کیسی ہی کامل کیون نہون تو بہی اپنے کو قایم نہین رکہہ سکتین بلکہ بارہا وقوع مین آیا ہے کہ جب ایسے
ہنرون کا کوئی پشتی بان نرہا تو وہ زایل ہوتے ہوتے بالکل نیست و نابود ہوگئے مثلاً آپ
لوگونکو معلوم ہوگا کہ فی الحال جو سب سے قدیم مکان دنیا مین موجود ہے وہ ملک مصر کا الاہرام
یعنی بڑا پرامید ہے اور جائے غور ہے کہ ایسی ہنرمندی جیسی اُسکے تعمیر کرنے مین کام آئی ویسی
اب کہین پائی نہین جاتی ملک اسکاٹلنڈ کا ایک کامل بادشاہی ہیئت دان جو اُس عمارت کے
ناپنے اور دریافت کرنے مین بہت عرصہ تک مشغول رہا اور سب سے اچہے آلات اُس
کام مین لایا تہا وہ کہتا ہے کہ اگرچہ یہہ مکان سب سے قدیم ہے تاہم جو آلات اسکے بنانے مین
استعمال کئے گئے وہ اس زمانہ کے آلات سے عمدہ اور افضل رہے ہونگے۔ پہر آپ لوگونہ
نے سنا ہوگا کہ بالفعل علمانے ملک کمبودیہ مین جو اسیام کے قریب ہے تلاش کرکے بڑی
بڑی اور خوب آراستہ عمارتون کے کہنڈر پائے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عمارتین اُن
لوگون کے ہاتہہ سے بنائی گئین جنکی نسل آجکل مثل پرندون کے درختون پر رہتی ہے پہر کانسہ
اور لک کی جو تحفہ چیزین اگلے زمانون مین جاپان مین بنائی گئین وہ آجکل نہین بن سکتین اور
وہ خاص اور نفیس رنگ جو چینی لوگ اپنے ظروف مین کرتے تہے ویسا اب نہین کرسکتے پہر
قدیم شہر فیلے اور کارناک اور تہیبس اور نینوے اور بعلبک اور پوکتان اور مکسو کے کہنڈرون

ہین قدیم ہنرمندی کے بہتیرے نشان پائے جاتے ہین لیکن چونکہ یہہ ہنرمندی اپنے
کو خود ترقی ندے سکی پس جلد جاتی رہی -

بعضے لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ انسانی انتظام مین ترقی کی ایسی اصلی اور ذاتی طاقت ہی
کہ وہ بڑہتی بڑہتی از خود بڑہنے سے اپنے کو قایم رکھہ سکتی ہے لیکن یہہ سمجھہ غلط ہے
اور اُسکی کوئی بنیاد نہین ہے ہماری طبیعت کے عقیدے اور دنیا کی کُل تواریخ اِس خیال کے
خلاف ہین - ہم اس زمانہ کے مفید ہنرون اور صنعتون پر فخر کرتے ہین اور اکثر لوگ سمجھتے
ہین کہ انسانکی دایمی بہتری کے لئے اسکے سوا اور کچھہ درکار نہین - لیکن اگر ہم انہین پر بہروسہ
رکھکے اُنکی ذاتی تاثیر سے اُنہین ہمیشہ قایم رکھا چاہین تو شاید اور ہنرون کے موافق جو گزر گئے
یہہ بھی جاتے رہینگے اور ہماری امید ناامیدی ٹہریگی پہر اگر کوئی یہہ کہے کہ بعض ہنرون کا کھو جانا
کچھہ مضایقہ نہین ہے کیونکہ اُنکی عوض مین دوسرے ہنر پیدا ہوتے ہین اور جو موجود ہین وہ
اُنسے جو نیست ہو گئے زیادہ مفید ہین تو اے صاحبو اُنکے اس دعوے پر مین ایک سوال
پیش کرتا ہون یعنی یہہ ترقی کس جڑ سے پیدا ہوتی ہے - یاد رکھنا چاہیئے کہ جو ترقی ہم کرتے
ہین وہ ہماری حاجتون سے نہین پیدا ہوتی بلکہ برعکس اسکے ہماری ترقی گویا ایسا چشمہ ہے
جس سے حاجتین پیدا ہوتی ہین چنانچہ یہہ مثل مشہور ہے کہ آج جو چیز لذّت کے طور
پر کیجاتی ہے وہ آیندہ کو ضرورت کے طور پر کیجائیگی اسکے مطابق وحشی لوگ بھی تہذیب اخلاق
کو اس سبب سے اختیار نہین کرتے کہ اُنکو لذیذ کہانے پینے اور کپڑے وغیرہ کی حاجت ہے
کیونکہ ایسی حاجتین اونمین بھی پائی جاتی ہین جو تہذیب اخلاق کیطرف ذرا بھی قدم نہین اُٹھاتے
اور وحشی کے وحشی رہتے ہین بلکہ حقیقت یون ہے کہ جو زور یا تاثیر آدمیون کو جسمانی باتونمین
ترقی دیتی ہے وہ باطنی زور ہے اور اسکے بغیر کوئی علم یا ہنر قایم نرہیگا اور اگر کہو جاے
تو بغیر اسکے پہر بحال نہین ہو سکتا -

دوسری مشکل یہہ ہے کہ جسمانی ترقی کتنی ہی بڑی کیون نہو تو بھی وہ اُس باطنی

تاثیر کو پیدا نہین کر سکتی بلکہ جیسا ابھی بیان ہو چکا وہ خود اُس سے پیدا ہوتی ہے جسمانی
ترقی عقلی اور روحانی ترقی کا پہل ہے اور جب اس باطنی ترقی کیواسطے کسی طرح کی تقویت
نہین ہوتی تو رفتہ رفتہ وہ بالکل نیست ہو جاتی ہے علاوہ اسکے تجربہ سے معلوم ہوتا ہی
کہ آدمیون کا جسمانی ترقی مین باہم شریک ہونا اُنکی حقیقی میل اور محبت کا باعث نہین ہے جو
ہنر ملک کے امن اور چین کی حالت مین پیدا ہوتے ہین وہ آپ ہی آپ اس قابل نہین ہوتے
کہ لڑائیونکو یک لخت روکین اور میل و محبت پیدا کرین۔ مثلاً جو کیفیتین کہ دس برس پیشتر یورپ اور
امریکہ مین گذرین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ رشتہ داری اور طرفین کے فایدے کتنے
ہی بڑے اثر کرنیوالے کیون نہون تاہم جب اَور سببون سے لڑائی اور جھگڑا برپا ہوتا
ہے تو یہہ فایدے اُسکو روک نہین سکتے چنانچہ چند سال گزرے کہ صوبہ ہاے متحدہ کے
اکثر لوگ ایسا سمجھتے تھے کہ اُن صوبون کے شمالی اور جنوبی حصون کے درمیان کبھی لڑائی
نہوگی کیونکہ لوگون مین صرف رشتہ داری ہی نتھی بلکہ ریل اور تار اور ڈاک اور کل کاروبار
وغیرہ کے جاری ہونیکے سبب سے تمام ملک کے کل حصّے آپسمین ایک ہو گئے تھے
لیکن ہمنے کیا دیکھا کہ جب دو حصونکی راے مخالف ہو گئی تو یہہ عارضی جوڑ مثل اُن سات
ہری چھالون کے تھی جنسے شمسون باندھا گیا تھا اور اُسنے اُنہین ایسا توڑا جسطرح سن کے
تار جسمین آگ سے جھلسنے کی بو آے توڑے جائین ہان البتہ دلی تصور کے مقابلہ مین لوہے
کی پٹیان مثل لکڑی کے جالون کے ہین پس محال ہے کہ کسی جسمانی ترقی کے وسیلہ سی کوئی
شخص یا کوئی گروہ حقیقی بہتری کو حاصل کرے۔

تو کیا یہہ حقیقی بہتری تعلیم و تربیت کے وسیلہ سے مل سکتی ہے اکثر تو ایسا سمجھتے ہین
وہ یہہ کہتے ہین کہ بدی اور برائی صرف نادانی سے پیدا ہوتی ہے اور اسکا علاج یہہ ہے کہ
پہلے نادانی کو دفع کرو تو بدی اور برائی بھی دفع ہو گی چنانچہ وہ کہتے ہین کہ آدمیونکو تعلیم دو
اور ہنر اور دانش کے پیالونکو کھولکر سب لوگونکی دعوت کرو کہ علم کی راہ مین چلکر اپنے کل مطالب

کو برلاؤ - بہلا صاحبو عقل دوڑانے اور علم بڑہانیکے خلاف کوئی دانا اور عاقل کچہہ نہ کہیگا اور جو دانش کو حقیر جانے وہ آپکو نادان ٹہیراتا ہے - لیکن جائے غور یہہ ہے کہ جب انسان کے لئے حقیقی بہتری کی راہ کہولنا چاہتے ہین تو ایسی مشکلات نظر آتی ہین جو کسی طرح کی تعلیم و تربیت دینیسے رفع نہین ہوسکتین یہہ ضرور نہین کہ کلام کو طول طویل کرکے اس باتمین مثال لائین کہ جیسے عارضی یا جسمانی ترقی مین ویسا ہی عقل و فہم کے آراستہ کرنے مین بہی کچہہ ایسی تاثیر نہین ہے جس سے وہ آپکو قایم رکھہ سکے - تواریخ مین اکثر ایسے تذکرے ہین کہ بہت سے فن و ہنر اور علم و تہذیب اخلاق زایل ہوئے پر اس بات مین کہ فہم کا آراستہ کرنا سب سے عمدہ غرض نہین ہے ایک دلیل یہہ بہی ہے کہ ایسی آراستگی اُسکے مشکل ہونے کے سبب سے صرف کم لوگون کو حاصل ہوسکتی ہے سبھون کو نہین لیکن عمدہ تر غرض یہہ ہے وہ بیشک سب لوگون کے واسطے ہے - پس واضح رہے کہ ایسا وسیلہ کارگر نہوگا انسانی زندگی کی ضرورتین اسقدر بڑی ہین کہ بہت لوگون کو اُنکے رفع کرنے مین مشغول رہنا چاہیئے اور صرف تہوڑے ہین جو تعلیم و تربیت پانے مین اپنی زندگی کو بسر کرسکتے ہین - بیشک اے صاحبو جو بہلائی صرف تہوڑے لوگونکو حاصل ہوسکتی ہے وہ ایسی نہین کہ سبھون کے لئے ترقی کا انجام اور غرض ہو -

لیکن اس سے بہی زیادہ ایک اور مشکل باقی ہے - آپ لوگ جانتے ہین کہ نیکی کے بغیر انسان کا حال اچہا اور خوش نہین ہے اور نہین ہوسکتا اور یہہ بہی جانتے ہین کہ کسی انسانی انتظام مین ہرچند اُسمین تہذیب اور علمیت کتنی ہی بڑی ہو تاہم اگر دیانتداری اور پاکیزگی اُسمین نہ پائی جائے تو وہ اورون کے لئے اچہی نظیر نہین ہے - نیوہر صاحب مورخ مشہور نے کہا کہ خودکشی کرنے کے بغیر کوئی قوم کبہی ہلاک نہوئی اور جائے غور یہہ ہے کہ خودکشی کا زہر قوم ہی کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے - خیر صاحبو مین یہہ دعوی کرتا ہون اور آپ لوگ اگر آگاہ ہونگے اور بے تعصب رہینگے تو اسبات کو مان لینگے کہ اسباب مین دل کی آراستگی اور

تربیت کارگر نہین ہے اور وہ نیکی کو حاصل نہین کرسکتی اور نہ برائی کو روک سکتی ہے یہہ بات
طبیعت انسان کی کلیہ حقیقت سے ثابت ہوسکتی ہے اور وہ تواریخ کے سب واقعات سے
ظاہر ہوتی ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ اگرچہ تہذیب اخلاق مین بڑی ترقی ہوئی تو بہی اس سے
حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہ نہین کہلی بلکہ برعکس اسکے اس ترقی کے ساتہہ ہی بدی اور برائی
بڑہتی گئی ہے مثلاً ملک یونان کے قدیم اتینی شہر پر ذرا لحاظ کرو پرکلیز کے زمانہ مین اتینی
لوگ ایسی آراستگی اور انسانی تہذیب تک پہنچے تہے جیسا کہ اس زمانہ کے پہلے کبہی کوئی
لوگ نہین پہنچے بلکہ ہان انکی شایستگی اور آراستگی اسقدر تہی کہ عوام الناس بہی فیلسوفی کے طالب اور
فن ہنر کے باریک بین ہوے فی الحال کون ہنرمند اپنے کام کی کامیابی عام لوگون کے امتیاز
پر موقوف کریگا لیکن اتینی مین ایسا کام روز ہوتا تہا زفن مورخ کے لکہنے کے موافق معلوم
ہوتا ہے کہ لوہار چمار موچی وغیرہ لوگ علوم وفنون کے شوق مین نہ صرف علما کے مباحثے
سننے کے لئے جمع ہوا کرتے تہے بلکہ اپنے گہرون اور گانونکو چہوڑ کر بازارون مین آتے
اور ایسی عمدہ تصویرون اور نقاشیون پر راے دیتے جیسی اور کسی زمانہ مین پائی نہ گئین
اور جو راے انہون نے دی وہ آجتک قابل عزت وحرمت ہے لیکن جاے غور یہہ ہے
کہ اگرچہ اسقدر آراستگی اور علم وہنر کی لاثانی ترقی ہوئی تاہم اس سبب سے کہ اس اخلاقی تہذیب
مین دلکو پاک کرنیکی مطلق تاثیر نتہی پس لوگونکی روحین گویا مردہ رہین اور نہ نیکی پیدا ہوئی اور نہ برائی
روکی گئی معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت اتینی آراستگی سب کہین مشہور ومعروف ہوئی اسیوقت
اتینی خرابی بہی نہایت زیادہ تہی گمان غالب ہے کہ شہر اتینی جو ہنرمندی اور فیلسوفی کا گویا
مرکز تہا وہ اس زمانہ مین سب سے زیادہ خراب اور نجس شہر تہا افلاطون کی ایک گفتگو مین
سقراط کا ایک جانی دوست اور شاگرد اپنے اوستاد کی بڑی تعریف کرتا ہے اور اس تعریف
مین خاصکر یہہ بیان ہے کہ کل اتینی لوگون مین صرف سقراط اغلام سے بری ہے ہان البتہ
جسوقت اتینی شہر مین ایسی بڑی آراستگی تہی اسیوقت گویا بداخلاقی کی وبا بہی وہان

موجود تہی اور یہہ وبا یہانتک بڑہتی گئی کہ اُسکے باعث سے اتینی کی تہذیب اخلاق جاتی رہی اور جو شہر ہنر اور شایستگی کا وطن تہا وہ اُنکی قبر بہی ہوگیا - آپ لوگونکو تواریخ کے پڑہنے سے اکثر ایسی حقیقتین معلوم ہونگی اور ان سبہون سے یہہ واضح اور آشکارا ہے کہ اگر آراستگی کے حاصل کرنیکے سوا ہماری کوئی دوسری غرض نہو اور اگر اس غرض تک پہنچنے کے لئے آراستگی کے سوا اور کوئی وسیلہ نہو تو حقیقی بہتری کے حاصل کرنے کی امید باطل اور بیجا ہوگی -

آراستگی کو ناکافی جانکر چاہیئے کہ ہم سمجہین کہ دل کی پاکیزگی یا نی انسانکی اوّل غرض ہے لیکن اسکے حاصل کرنیکے لئے کیا پاکیزگی کی تعلیم سکہلانا کافی ہے - آہ صاحبو اگر آپ انسانکی طبیعت یا تواریخ سے اسبات کا انصاف کیجئے گا تو جانیگا کہ حقیقی نیکی اور خوشی کے حاصل کرنیکے لیئے یہہ تدبیر بیکار ہے اظہر من الشمس ہے کہ نصیحت اور تعلیم ہر چند کیسی ہی اخلاقی ہون تاہم اُنسے نیکی نہین پیدا ہوتی اکثر لوگ طبیعت انسان پر غور نکرکے اور اُسکی کیفیت اور حقیقت کو نسمجہکے ایسے نتیجے نکالتے ہین کہ انسانکی کُل روش اُنکو باطل کرتی ہے اُن لوگونکا گمان یہہ ہے کہ چونکہ انسانکو نیکی کرنا چاہیئے - پس اگر وہ اپنا یہہ فرض اچہی طرحسے سمجہتے تو اُسے ضرور کرتے - لیکن حقیقت یون ہے کہ وہ نیکی کرنا اپنے اوپر فرض تو سمجہتے ہین کوئی شخص اسقدر وحشی نہین ہے کہ اُسے اس تعلیم کی حاجت ہو کہ نیکی کرنا مناسب اور لازم ہے بغیر کسی کے بتلائے سب لوگ یہہ بات جانتے ہین اور اُستاد کی تعلیم کی بہ نسبت وہ تعلیم کیا ہی قوی اور نفیس ہے جو ہر کسی کے دلمین ہے اور زندگی کے شروع سے آخر تک بنی رہتی ہے - حقیقی بات یہہ ہے کہ اگرچہ آدمی اپنے فرض سے واقف ہین تاہم اُسے بجا نہ لائینگے اور جب یہہ حال ہے تو کیا تعلیم سے بجا لائینگے -

اس طریقہ کے ناقص ہونیکی دلیل مین سقراط کی کیفیت پر لحاظ کرو علم اخلاق کے سب معلمونمین خاصکر یہہ بزرگ شخص دعوی کرتا تہا کہ نیکی کی تعلیم کرنے سے خود نیکی پیدا ہوتی ہے چنانچہ تیس برس تک حکیم موصوف اتینی شہر کے رستون اور خانقاہون مین پہرتا رہا اور

یہہ کہکے کہ اچھی تربیت کرنے سے نیکی حاصل ہوسکتی ہے وہ آدمیونکو نیک روش بنانے کی کوشش کرتا رہا اسمین کچھہ شک نہین کہ جو تعلیمین اُسنے کین وہ بڑی ہوشیاری اور واقفکاری سے کین اور ہان اِس تعلیم سے بڑی عقلی ترقی حاصل ہوئی بلکہ ابتک ہو رہی ہے لیکن جاے غور و انصاف ہے کہ اگرچہ سقراط کی تعلیم دینے سے لوگونکی عقل کُھل گئی اور اُنکا علم کامل ہوا تو بھی اخلاقی طور سے کسی نے ذرا بھی ترقی نہین پائی اَیسی بیادیس اگرچہ وہ اُسکا شاگرد اور رفیق بھی تھا اور سقراط نے اوسکے لیے بڑی کوشش اور محنت کی تاہم وہ اوباشی اور ہر طرحکی شرارت مین مبتلا رہا یہہ بڑا معلّم اپکو روحانی زندگی کا بانی کہا کرتا تھا لیکن معلوم نہین کہ ایا اُسکے سکھلانے سے ایک شخص نے بھی بدی سے باز آکے نیکی کو اختیار کیا یا نہین اور اسکے سوا اِس امر مین جو نتیجہ سقراط کو حاصل ہوا وہی معلمونکو بھی حاصل ہوا اور ہوگا کسی ملک یا کسی زمانہ مین جب اخلاق کے ساتھہ اُسکے قایم رکھنے کا وسیلہ نرہا تو اُسکی تعلیم لوگون کے دلمین تاثیر بخش نہوئی اور نہوگی وہ انسانی انتظام کے اندر داخل نہوئی اور جو تبدیل اوسنے کی وہ ظاہری ہوئی ہے نہ باطنی اگر کوئی شخص یہہ خیال کرے کہ نیکی حاصل کرنیکے واسطے صرف واقفیت اور روحانی زندگی قایم رکھنے کیواسطے صرف عقلی روشنی چاہیئے تو وہ شخص تواریخ کی کیفیت اور دلکی حقیقت سے ناواقف ہے۔

پھر اگرچہ نیکی کی تعلیم دینیسے نیک چال چلن پیدا ہوتا ہم ایسی چال کے دریافت کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ اچھی اور افضل ہے تو بھی وہ ایسی نہین کہ عاقل کے منشار اور غرض ہونیکے لایق ہو اور یہہ اِس سبب سے ہے کہ نیکی کا ایسا خیال صرف فرضی اور ظاہری ہے اور بس ایسی نیکی وہ حکم دیتی ہے کہ یہہ کر یا نکر اور جب ہم اُسکا حکم بجا لائین تب نیک ٹھہرین لیکن جاے انصاف ہے کہ نیک کرنے اور نیک ہونے مین بڑا فرق ہے شریعت کا تابع ہونا ایک بات اور دل و جان سے کسی بات کو قبول کرکے اوسے گویا زندگی کا قانون جاننا یہہ اَور بات ہے کوئی اخلاقی قانون صرف اس قابل ہے کہ وہ ہمارے اعمال

مین اثر کر سکتا ہے لیکن وہ ہماری دلی خواہشون پر اثر نہین کر سکتا اور نہ ایسا چشمہ ہو سکتا ہے جس سے اخلاقی اعمال جاری ہون یہہ ممکن ہے کہ اندہا آدمی سکہلایا جاوے کہ کیونکر اپنے قدم رستہ مین رکہے اور اگر اسکے ہاتہہ مین رہنمائی کی سی ہو تو وہ ٹہیک چلیگا مگر اس سے کہین بہتر ہے کہ اسکی آنکہہ روشن ہو اور وہ خود اپنی آنکہہ کی رہنمائی سے چلے نقاش اپنے ہنر سے سنگ مرمر کی شبیہ ایسی کندہ کر سکتا ہے کہ کامل اور خوبصورت ہو لیکن انسان کے مقابلہ مین جو خدا کا بنایا ہوا اور زندگی سے معمور ہے اور جہان چاہے جا سکتا ہے یہہ کیا قدر رکہتا ہے اسیطرح تمہارا چال چلن اگرچہ ظاہرا اور حسب دستور کتنا ہی کامل طور سے ترتیب دیا جاے تاہم تمہاری اس اعلے اور عمدہ تر زندگی یہہ ہے کہ جب کسی ظاہری قانون کے زور کے بغیر تمہاری روح آزاد ہو کے بہ قاعدہ محبت سچّائی اور راستی کو اختیار کرے۔

جو شخص فقط اپنی خیر و عافیت کا طالب ہو یا کُل انسانکی بہتری چاہے وہ یہہ چاہیگا کہ پاکیزگی کا چشمہ جو از خود اور ہمیشہ جاری رہیگا اوسکے دلمین کہل جائے لیکن بغیر توفیق الہی کے ایسی کامل زندگی غیر ممکن ہے اور جیسے اوسکے لئے الہی اصل ویسی ہی الہی خبرگیری اور پرورش بہی چاہیئے اس سبب سے ہر زمانہ مین بہتیرے آدمیون نے یہہ سمجہا کہ اوّل بہتری کے حاصل کرنیکے لئے دیندار ہونا ضرور ہے کیونکہ دنیوی کامیابی کتنی ہی بڑہجاے یا تہذیب اخلاق کتنی ہی لطیف یا نیکی جو عمل کرنے پر موقوف ہے کیسی ہی قایم کیون نہو تاہم وہ سب کی سب اس قابل نہین ہین کہ انسان کو کامل برکت دین۔

دین صرف دو طرح کے ہین پہلا اونمین سے انسان کے دلمین شروع ہوتا ہے اور انسانی محنتون کے وسیلہ معرفت سے خدا سے مصاحبت رکہنے کو طلب کرتا ہے یہہ دین کئی طرح پر ہے مثلاً بُت پرستی اور دین محمدی اور اور بہی مذہب جو اسمی عیسائی ملکونمین جاری ہین اور سبہون مین یہہ خاصیت ہے کہ وہ انسانی عقل کی کشتی بجا دکی ہوئی راہ سے اور انسانی طاقت کے اعمال سے خدا کو طلب کرتے ہین خدا جسے وہ ڈہونڈہتے ہین وہ تو

قادر مطلق یا بے پایان یا اللہ یا بُدہ یا برہم وغیرہ کہلاتا ہے وہ دُہندلا سا دیکھا جاتا ہے
یا جیسا نامعلوم سجدہ کیا جاتا ہے وہ لوگون کے خیال مین خواہ اوپر آسمان مین یا ہمارے
دلونمین سکونت کرتا ہے لیکن وہ جو کچھہ کہلاے یا جہان کہین ہو انسانکی روح خواہ توبہ
خواہ دُعا خواہ تامل اور غور سے اُسکو ڈہونڈہتی ہے کہ شاید ٹوٹکے اُسے کہین پاے
اِس امر مین بت پرستی اور ہمہ اوست ملکر متفق الراے ہین -

لیکن غور کا مقام ہے کہ ایک ایسا مذہب ایجاد کرنیکے لئے جو آدمی کی روح کا حاجت
روا ہو انسانکی کُل محنتین کیا کام کر سکتی ہین ایسے کُل مذہب کبہی اِس قابل نہین ہوے
کہ جملہ انسان یا کسی شخص کی روح کو ایسا زور یا تاثیر دین جو لازوال ہو ہان البتہ اُنکے وسیلہ سے
بعضے آدمی بے غرض ہوکے برقرار اور بعضے نا امید ہوکے خاموش رہے لیکن ایسے
مذہبون نے کبہی اُس بُرائی کو نہین روکا جسے روکنے کو وہ ایجاد ہوے اور نہ دل کی اُس
مضبوط تر خواہش کو آسودہ کر سکتے ہین کہ جس سے وہ خود پیدا ہوے -

اوپر بیان ہو چکا کہ صرف دو طرح کے دین ہین - ایک انسان کے دل مین
پیدا ہوکر انسانی محنتون سے خدا کو ڈہونڈہتا ہے لیکن دوسرا خدا کی طرف سے ہے اور صرف
الہی راہ سے انسان کا طلبگار ہوتا ہے اب سمجھنا چاہیئے کہ عیسائی دین کی خاصیت یہی
ہے اور اس سبب سے کہ بیبل مین یہہ بات ظاہر اور آشکار ہے پس وہ اور سب کتابون سے
فرق رکھتی ہے جاے تعجب یہہ ہے کہ بعضے لوگ ہین جو اکثر باتون مین دانا اور صاحب شعور ہین
لیکن وہ اپنی غلط فہمی سے بیبل اور قرآن اور وید اور استا ورندا اور ملک چین کی پانچ
عمدہ کتابون کو برابر جانتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ ان سبھون مین بیبل افضل اور عمدہ تر
ہے - جو لوگ ایسی تربیت کرتے ہین وہ لوگ اپنے امتیاز اور دلی آراستگی پر عیب لگاتے
ہین - چونکہ اظہر من الشمس ہے کہ جو مذہب بیبل مین بیان ہوتا ہے صرف اُسی مین خدا انسان کو
ڈہونڈہتا اور اُسکی خواہش رکھتا ہے اور انسان بہی یہہ دعوت پاتا ہے کہ خدا کی درگاہ مین

حاضر ہو صرف اِس سبب سے کہ خدا اُسکے پاس آیا ہے یہہ بات کہ انسانی بحالی اور رہائی کا شروع خدا ہی سے ہے کہین پائی نہ گئی جب تک کہ خدا کے کلام نے اوسے ظاہر نکیا بت پرستونکا اپنے بتون کے سامنے قربانی کرنا اور لوگونکا پشیمان ہونا اور نماز پڑہنا اِن سبہونمین کچھہ نکچھہ یہہ خیال ہے کہ اِن تدبیرون سے خدا کو راضی کرنا ممکن ہے لیکن یہہ بات کہ خدا ایسا ہے کہ ہمارے اسکے پاس جانے سے پیشتر وہ ہمارے پاس آتا ہے اور صرف اپنی محبت سے نہ ہمارے نیک اعمال کے باعث سے وہ ہمپر مہربانی کی نظر کرتا ہے اور وہ اِس سبب سے بدی کو معاف کرتا ہے کیونکہ رحم کرنے مین مسرور ہے ایسا خیال انسانکی تعلیم اور دینی رسم مین پایا نہین جاتا - غور کا مقام ہے کہ یہہ تعلیم جو سب سے پہلے عیسائی طریقہ مین ظاہر و آشکار ہے وہ اس طریقہ کے ہر ایک حصّہ مین پائی جاتی ہے - جو نجات عیسائی مذہب مین بیان ہوتی ہے وہ سراسر الہی تدبیر سے حاصل ہوتی اور انسانکو ملتی ہے لیکن اِس سبب سے نہین کہ وہ تابع ہونے یا خدمت کرنیسے اوسکے مستحق ہین بلکہ صرف اسلئے کہ رحم الہی اوسے دینے کو اختیار کرتا ہے یہہ نجات آدمیون کو اُنکی نافرمانبرداری اور برگشتگی کی حالت مین پیش کیجاتی ہے اور اُنہین معافی اور حیات ابدی مُفت ملتی ہے چنانچہ خدا کے کلام مین یہہ ہے کہ خدا نے اپنی محبت ہمپر یون ظاہر کی کہ جب ہم گنہگار ٹھہرے تہے تو مسیح ہمارے واسطے موا اور ابن آدم آیا کہ کہوئے ہوئے کو ڈہونڈہے اور بچاے اور اُسنے ہمکو راستبازی کے کامونسے نہین جو ہمنے کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نے جنم کے غسل اور روح قدس کے سرنو بنانیکے سبب سے بچایا -

جائے لحاظ ہے کہ یہہ بات انسان کو نئی زندگی بخشتی ہے خدا کی محبت انسانکی طرف جو مسیح مین ہمپر ظاہر ہوتی ہے وہ دلمین آکر محبت کو خدا کی طرف پیدا کرتی ہے کیونکہ ہم اُس سے محبّت رکھتے ہین اسلئے کہ پہلے اُسنے ہمسے محبّت رکھی اور جو محبت انسان کے دلمین خدا کیطرف سے پیدا ہوتی ہے وہ انسانکی طرف بہی محبّت کو پیدا کرتی ہے کیونکہ جو کوئی خدا سے محبّت رکھتا ہے

وہ اپنے بہائی سے بہی محبّت رکہیگا یہہ زندہ جڑ اسقدر مؤثّر ہے کہ اُس سے ایک ایک انسان کے لئے کامل زندگی اور انسانی انتظام کے لئے کامل حالت ہوسکتی ہے جب کسی شخص کی روح مین ہر ایک فرض اور ہر ایک اخلاقی نصیحت اِس سبب سے اثر کرتی ہے کہ وہ محبت کرنیوالے خداوند کی راست مرضی ہے اور خدا کی محبت کیوجہ سے روح زندہ رہتی ہے اور کامل آزادگی مین خدمت کرتی ہے تب اُس شخص کو کامل کہنا چاہیئے اور انسانی انتظام بہی تب کامل ہوتا ہے جب اُسمین کل اشخاص اُس محبت سے جو خود غرض نہین ہے میل رکہتے ہین اور ہر ایک شخص کے دلمین محبّت اور پاکیزگی کی نئی زندگی ہر کہین سلامتی اور خیر خواہی مین ظاہر ہوتی ہے یہہ برکتین جو کسی دوسرے مذہب کے بانی کے خیال مین بہی نہین آئین اور شعر اور فیلسوفی کی خیالی خوابون سے برتر اور افضل ہین اُنہین عیسائی مذہب نہ صرف حاصل کیا چاہتا ہے بلکہ انسان جسقدر اُسکے قابو مین آیا ہے اُسیقدر وہ حاصل ہوچکین اور اگر یہہ مذہب ہر کہین قبول کیا جاے اور کُل آدمی عیسیٰ مسیح کے سچّے اور وفادار شاگرد ہون تو لڑائیان موقوف ہون ظلم اور زبردستی نیست ہوجائین بدی اور بُرائی مٹ جائین انسانمین پاکیزگی اور محبّت کلیّہ ہو اور جو روحانی زندگی عیسائی ایمان سے صادر ہوتی ہے وہ ہر طرحکی ترقی کے لئے کارگر ہو تب نہ صرف راستی بلکہ علم بہی روے زمین پر بڑہجاے اور بیابان اور ویرانے شادمان ہون اور دشت خوشی کرے اور نرگس کی مانند شگفتہ ہو اسلئے جو شخص دانا اور سبہون کا خیر خواہ ہے وہ یہہ چاہیگا اور محنت بہی کریگا کہ سب قومونکو اور ہر ایک شخص کو مسیح اور اُسکے کلام کی پیروی مین لائے

پھر صاحبو اِس بات پر لحاظ کیجیے کہ عیسائی مذہب دریافت کرنیکے قابل ہے

نئے عہدنامہ مین یہہ بیان ہے کہ فیلپوس نے جو مسیح کے پہلے شاگردون مین سے تہا اپنے دوست ناتہانیل کے پاس جاکر کہا کہ جسکا ذکر موسیٰ نے توریت مین اور نبیون نے

کیا ہے ہمنے اوسے پایا وہ یوسف کا بیٹا عیسیٰ ناصری ہے واضح ہے کہ توریت اور انبیا کی کتابون
مین یہہ پیشین گوئی ہے کہ جو آنیوالا مسیح ہے وہ داؤد کی نسل سے اور بیت لحم مین پیدا ہوگا
ناتہانیل اس پیشین گوئی سے واقف ہوکے فیلپوس کے بیان پر شک لایا چونکہ یہہ بات مشہور
تہی کہ آنیوالا مسیح داؤد کی نسل مین سے ہوکے بیت لحم مین پیدا ہوگا لہذا ناتہانیل کے نزدیک اسمین
اور فیلپوس کے بیان مین مخالفت پڑی اُسنے اِن دونون باتون کے ملانیکی کوشش نکی اور
یہہ بہی دریافت نکیا کہ عیسیٰ ناصری بیت لحم مین پیدا ہوا اور یہہ کہ یہہ شخص جو خاص و عام کی نظر
مین یوسف کا بیٹا ہے حقیقتاً داؤد کی نسل سے ہے اپنا شک ظاہر کرکے حقارت کی نظر سے
جواب دیا کہ کیا ناصرہ سے کوئی اچہی چیز نکل سکتی ہے اس سوال کے جواب مین فیلپوس اعتراض
کے حل کرنیکی کوئی دلیل نہین لایا اُسنے صرف یہہ کہا کہ آدیکہہ گویا یہہ کہا کہ جو بیان مین کرتا ہون وہ
سچ ہے عیسےٰ ناصری یوسف کا بیٹا وہی مسیح ہے اور اگر اُسے دیکہوگے جیسا مینے دیکہا اور اُسے
پہچانوگے جیسا مین اُسے پہچانتا ہون تو تمہارے شبہے جاتے رہینگے اور مثل میرے ایمان کے
تمہارا ایمان بہی ثابت قدم ہوگا ناتہانیل گیا اوسنے عیسےٰ کو پایا اُسکی باتین سُنین اُسکو پہچانا یہہ امتحان
کافی تہا اور مسیح پر ایمان لاکے اُسنے اقرار کیا کہ اے ربی تو خدا کا بیٹا تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔

مین اسلئے اِس ماجرے کا ایما کرتا ہون کہ اُس سے دو باتین جو اکثر ملتی ہین روشن ہوتی
ہین ایک بات یہہ ہے کہ جب عیسائی مذہب کے دعوے پیش کئے جاتے ہین تو اسوجہہ سے
کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی پیشتر کے خیال یا رائے کے خلاف ہین پس لوگ اُسے رد کرتے
ہین دوسری بات یہہ ہے کہ جو شخص اِن دعوون کو آزماکے اُنکی قدر و حقیقت جانتا ہے وہ
ہر ایک معترض سے کہیگا کہ آدیکہہ عیسائی مذہب اپنے دوستون اور دشمنون سے ایک
بات بہی چہپایا نہین چاہتا وہ صرف کل جہان کو امتحان دینے کے لئے طیار ہے بلکہ کچہہ خوف
نرکہکر سخت امتحان دینا چاہتا ہے گویا یہہ کہتا ہے کہ انسان کے سب خیالون اور عقیدون
سے جو میرے مخالف ہین مجہے آزماؤ کسی آزمایش سے وہ کیسی ہی سخت کیون نہو میرا امتحان

لو تو یہہ ظاہر ہوگا کہ انسانی خیال اگرچہ کیسا ہی بلند اور اُسکی تفتیش کیسی ہی بڑی ہو تاہم وُہ اُسکی اونچائی اور چوڑائی اور گہراؤ تک نہین پہونچے بلکہ ہرگز نہین پہونچ سکتے۔

عیسائی مذہب کے اِن دعووں کی ایسی بڑی اور قوی دلیلین ہین کہ میری یہہ عرض ہے کہ آپ لوگ دل وجان سے لحاظ کرکے اُنپر غور کیجیگا یہہ میرا ارادہ نہین ہے کہ اِس مذہب کی کل دلیلون کو پیش کرون۔ بلکہ صرف اُن صریح اور واضح باتون کو بتاؤنگا جنکے سبب سے وُہ سب آدمیون کی تفتیش اور آزمائش کا طلبگار ہوتا ہے۔

پہلے عیسائی مذہب ایک حقیقت ہے اور چاہیے کہ وُہ کسی طرح سے شروع ہو صاف اور واضح ہے کہ اٹھارہ سو برس سے زیادہ گذرے کہ اُسکی ابتدا ہوئی اور عیسی نام ایک شخص اُسکا بانی تہا۔ چونکہ یہہ بات بڑی تفتیش کے ساتھہ اور سخت اعتراض کے مقابلہ مین ثبوت تک پہونچی لہذا فرض کیا جائیگا کہ وُہ لاکلام اور غیر قابل اعتراض ہے۔ علاوہ اِس کے نئے عہدنامہ کی تفتیشین اور حقیقتین ثابت اور قطعی ہین۔ اگر کوئی خواندہ اِس بات کا منکر ہو کہ سقراط شہر اتینی کی گلیون مین سکہلاتا تہا یا افلاطون مدرسہ مین بحث کرتا تہا یا ارسطو باغون مین شاگردون کے ساتھہ سیر کرتے ہوئے اُن سے گفتگو کیا کرتا تہا تو اُسکے علم مین نقص ظاہر ہوگا۔ لیکن غور کا مقام ہے کہ اگلی تواریخ کے اجزے اِن واقعات کے برابر ثابت ہین تو تاریخ مذکور کے حق مین اکثر باریک نکتون اور نکتہ چینیون کی ایسی تفتیش ہو رہی ہے جو لاثانی ہے تاہم وُہ اِس آزمائش مین قائم ہوکے ایسی نکلی جیسا سونا آگ سے۔ نئے عہدنامہ کی کیفیت کا جو بیان مین کر چکا ہون وُہ بطور عموم کیا گیا۔ مخفی نہ رہے کہ بعضی ایسی باتین رہ گئین جنمین ابتک بحث ہوتی جاتی ہے مگر اِنمین جہانتک تفتیش کی گئی یہہ ہی عیسائیون کے یقین اور اعتبار کے مطابق نکلی ہین چنانچہ یہہ بات ثبوت تک پہونچی ہے کہ عیسی مسیح کی زندگی اور موت ایسی تہی جیسی نئے عہدنامہ مین اُس کی کیفیت لکہی ہے۔

ہم اِس کیفیت پر ذرا غور کرین لوگون مین عیسی کا مرتبہ کم تہا یوسف جو عام وخاص کی سمجہہ مین

اُسکا باپ تھا بڑہی تھا - اُسکی ماں اسقدر غریب تھی کہ جب ہیکل مین اُسکی پیدائش کی نظر گذرانی
تو سب سے غریب لوگون کے طور نذر لائی اور ایسے لوگ قمریون کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو
بچے لاتے تھے - احبار ۱۲ - ۸ لوقا ۲ - ۲۴ - جبتک کہ وہ تیس برس کا ہوا عیسی غریبی حالت
مین غیر مشہور اور کم نام ہو کے اپنے والدین کے ساتھ رہا اُسکا کوئی دوست دولتمند اور
ذی اقتدار نہ تہا اور نہ وہ ظاہرًا اورون پر کچھہ تاثیر کرسکا اُسنے کسی سے دستگیری اور نوازش
نہ پائی اور وہ کسی دُنیوی اُستاد سے سکہلایا نہ گیا جب صاحب دولت اور فاضل اور
شریف کسی عقیدہ کی حمایت کرتے ہین تو البتہ وہ جلد رواج پاتا ہے لیکن مسیح کے ایسے
دستگیر نہین تھے بلکہ برعکس اِس کے ایسے لوگ اُسکے مخالف تھے - محمد صاحب نے
تلوار کے قوسون کو اپنے قابو مین کیا لیکن مسیح نے سلامتی کی منادی کرکے اپنی
رسالت کو شروع اور تمام کیا اگر اُسکی قوم ایسے شخص کی انتظاری مین ہوتی تو انہین دہوکا دینا
مشکل نہوتا لیکن حقیقت مین جس مسیح کا وہ انتظار کرتی تہی وہ سراسر اور طرح کا تھا اور اُنکی
نظرون مین عیسی ایسا تہا کہ اُسکا یہہ دعوے کہ خدا کا ممسوح یعنے مسیح مین ہون انہین خلاف
عقل معلوم ہوتا تہا چنانچہ اُنہون نے کہا کہ کیا ناصرہ سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے اور
پہر یہہ کہ کیا یہہ بڑہی کا بیٹا نہین باوجود اِس سب کے اور سب کچھہ اُس کے خلاف ہو کے
اور اُسکی کوئی چیز مددگار نہو کر اس غریب اور اَن پڑہے اور غیر مشہور شخص نے جب تیس
برس کا ہوا خودنمائی نہ کرکے اپنی قوم اور دُنیا کے سامنے آپ کو پیش کیا اور یہہ دعوی کیا
کہ استاد الہی اور نجات دہندہ اور خداوند مین ہون - کسی صاحب لیاقت نے نہ اُس وقت سے
پیشتر نہ اُسکے بعد کبہی ایسا دعوے کیا لیکن جیسے اُسکا دعوے ویسا ہی اُسکا وقار اور مزاج
کی ہمواری بہی بیان سے باہر ہے اُسکے کل طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے آپکو پہچانا
اور اپنے سب کردار و گفتار سے کامل واقف تھا وہ غریبون مین پیدا ہو کے غریب رہا
وہ دولت یا تعریف یا اورون سے مدد پانے کا طلبگار نہوا ہرچند وہ اسقدر تنگ حال تھا

کہ اُسے سر دہرنے کی جگہہ نہ تہی اور سردارون اور امیرون نے اُسکی تحقیر کی اور اُس کے رفیق کنگالون اور کم ظرفون مین سے تہے تو بہی وہ تین برس تک خدا کی بادشاہت کی منادی کرتا رہا۔ اُس عرصہ مین اُسنے محنت اور مشقت بہت اُٹہائی لیکن وہ نہین کُڑکُڑایا اور اپنا آرام کو ناچیز جان کے اُن کامون سے جو اَورون کے لیے مُفید ہون باز نہ رہا تین برس کے آخر مین اُسنے رسوائی اور ذلت کی موت اختیار کی لیکن تو بہی اُسیوقت سے بہتیرے لوگ جنکا شمار بڑہتا جاتا ہے اِس غریب ذلیل اور مصلوب عیسی کو پیار کرکے اُسکی خدمت مین رہے ہین اور اُسکی عبادت اور پرستش کرتے ہین اور جتنے اُس کے پیار کرنے والے اور پرستار ہین وہ یہہ سمجہتے ہین کہ اُنکی اِس زندگی اور عاقبت کی اُمیدون کی اصل و مرکز وہی ہے دُنیا کے اُن اطراف مین جہان زیادہ عقلی اور روحانی روشنی ہے وہان جو بات سب سے زیادہ بڑی اور تاثیر کرنے والی ہے وہ اُس شخص سے علاقہ رکہتی ہے جو اٹہارہ سو برس سے زیادہ گذرے بدکار ٹہہرایا جاکر بے حرمتی سے مارا گیا آپ لوگون کی سمجہہ مین اِسکا کیا سبب ہے یہہ کیونکر ایسا ہوتا ہے یقیناً دُنیا کی تواریخ مین کسی بات کا تذکرہ نہین ہے جو اُس کے برابر عجیب نہین ہے یہہ کیونکر ایسا ہوا اِس پر غور و لحاظ کیجیے۔ جو عاقل و دانا ہے وہ چین نہ لیگا جبتک کہ اِس سوال کو حل نہ کرلے۔ دُوسرے عیسائی مذہب کے حق مین مُعترض اُسکے خلاف کچہہ بہی کہے تاہم اقرار کریگا کہ ایک چہوٹی جڑ سے بڑا درخت جما ہے جسکا پہل نہایت عجیب ہے مسیح کا مصلوب ہونا ایسا اَمر ہے کہ جو تہوڑے لوگ اُسکے دنیا مین رہنے کے وقت اُسکے شریک تھے اِس امر نے اُنہین متعجب و حیران کیا اُسکی موت سے اُن کی کل اُمیدین شکست ہوئین لیکن غور کا مقام ہے کہ وہ پریشان خاطر ہوکے متفرق کیون نہوئے شاگرد ناخواندہ اور غیر مہذب لوگ تھے اُنکو نہ علم نہ دولت نہ اختیار تہا۔ خیال یہہ ہوتا ہے کہ نئے مذہب کے جاری کرنے کے لیے چاہیئے کہ نہ صرف وسیلے بلکہ جاری کرنے والے بہی سب سے زورآور ہون لیکن حقیقت مین یہہ لوگ نہایت کمزور اور اُنکے وسیلے بہی کمزور

تھے چونکہ اُنسے لوگ سخت مخالفت کرتے تھے اور ہر ایک سلطنت اور فوج اور ہر ایک عالم و فاضل اور دُنیا کے سارے فن و ہنر اور سب انسانی عقیدے بلکہ دل کے سب منشا و مطلب اِس دین کے سب مخالف تھے تو بغیر مدد الٰہی کیونکر ممکن تہا کہ وہ اپنے اُستاد کی تعلیم کی منادی ہر جگہہ کرتے لیکن اِس حالت مین اُنہون نے کیا کیا۔ وہ دلیری سے اپنے مونہہ کہول کے اِس بات کی منادی کرنے سے باز نہ رہے کہ عیسی وہی مسیح ہے۔ اِدہر اُدہر چلتے پہرتے اُنہون نے خبر دی کہ عیسی جو مصلوب ہوا وہ انسان کا خداوند اور نجات دہندہ ہے۔ ہان اِس ذلیل اور مصلوب عیسی کے غریب اور ناخواندہ شاگرد اَورون کو اپنی کیفیت کی سچائی کی نسبت قائل کرنے کے قابل تھے۔ رومی سلطنت جس سے زور آور کوئی سلطنت کبہی نہین ہوئی وہ اِس نئے مذہب کے دبانے کی کوشش کرتی رہی مگر تو بہی وہ بڑہتا گیا بلکہ ایک مدت کے بعد اُسی سلطنت کو جو اُسکے ہلاک کرنے پر مستعد تہی اپنے قابو مین لایا یہ کیونکر ہوا چاہیئے کہ اِس امر کو دریافت کرین۔

تواریخ مین دو اَور مذہبون کے جلد رواج پانے کا بیان پایا جاتا ہے یعنے محمدی اور بودہ مذہب کا مگر اُن کے اور عیسائی مذہب کے جاری ہونے مین بڑا فرق پایا جاتا ہے دین محمدی جہان کہین غالب ہوا وہ زبردستی سے غالب آیا اور قرآن کی مددگار تلوار تہی۔ بودہ مذہب کا رواج پانا اور طرحکا تہا اور اُسکے بانی شکیا مونے کا اپنے اعلے مرتبہ اور میراث کو چہوڑنا اور تنگ حالی اور فقیری کو اختیار کرنا بہتیرے لوگون کے دل پر مؤثر ہوا۔ اور چونکہ اُسنے برسون تک دُنیوی باتون کے بطلان و بیہودگی کی منادی کی تو تعجب کی بات نہین کہ بہتیرے تہکے اور ماندے لوگون نے جنکے نزدیک زندگی ایک ناامیدی کی حالت ٹہہری اور وہ لوگ آرام کی تلاش مین زندگی کو بہی ناچیز جانتے تہے اُسکے طریق کو قبول کیا۔ لیکن آپ لوگون کو معلوم ہو کہ بودہ مذہب اپنے بانی کے مرنے کے بعد دو سو برس تک بہت جاری نہ ہوا اور اُس زمانہ مین چندرگپت جسے سندرہ کاتس

بہی کہتے ہین یہہ گمان کرکے کہ مذہب مذکور برہمنون کے خلاف میرا مددگار ہوگا اُسکا دستگیر اور حامی ہُوا اور جب اُسوکا نامے چندر گپت کے پوتے نے ہندوستان کے بہت اطراف اپنے قبضہ مین کرلیئے تو اُسوقت بودہ مذہب غالب ہُوا۔ آپ لوگون کو یہہ بہی معلوم ہو کہ جب یہہ مذہب اُن اطراف مین جہان اب رائج ہے پہلے جاری ہُوا تب ملکی انتظام کے رو سے رائج ہُوا اور اُن ملکون کے باطل دینون کو اپنے عقیدے مین داخل کرکے اور اُنسے مخلوط ہوکے قائم ہُوا۔ لیکن کچہہ ضرور نہین کہ اُن مذہبون اور عیسائی مذہب کے رواج پانے کا فرق زیادہ بیان کرون۔ دین عیسی مین فوجین نہ تہین لیکن وُہ فوجون پر غالب ہُوا وُہ سلطنت روم کے ایک چہوٹے سے صُوبہ کے حقیر شہر مین غیر مشہور شخص کے وسیلہ سے جسکے والدین غریبون مین سے تھے جاری ہُوا اور تدبیر سلطنت سے ذرہ بہی علاقہ نہین رکہتا تہا تاہم جو سلطنت سب سے قوی اور زور آور تہی وُہ اُسکی تابع ہوئی۔ وُہ دوسرے مذہبون سے مُصالحت نہین کرتا تہا بلکہ اُنہین برباد کرکے اُن کے عوض مین قائم ہُوا وُہ انسان کی ہوا و ہوس کو جگہہ ندیتا تہا بلکہ برعکس اسکے مغروری اور خود پرستی اور نفس پرستی سے لڑتا رہا اور آدمیون کے دلون پر غالب ہوکے اُنہین اپنی مرضی کے مُطابق بدل ڈالتا تہا۔ بیشک عیسائی مذہب کا جاری ہُونا اور رواج پانا ایسے اُمور مین جو لاثانی ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ وُہ اُن باعثون سے نہین نکلا جنسے انسان کے معمولی طریقے نکلتے ہین۔

لیکن عیسائی مذہب کی پچہلی تاریخ بہی اُسکی اگلی تاریخ سے کم عجب نہین ہے اُسکے جاری ہونے کے ایک مدت کے بعد وحشی لوگون کے کئی ایک گروہون نے یورپ مین پہیل کے رومی سلطنت کو تاخت و تاراج کیا اور دین عیسی نے اُن گروہون مین رواج پا کے اُنپر ایسا اثر کیا کہ وُہ حالت وحشت کو حالت تہذیب سے بدل کے آدمیت اور علم و ہنر مین ترقی کرتے رہے۔ بلکہ اس دین کے جاری ہُونے کے ایام سے جتنی ہنرمندی

اور آراستگی ہوئی ہے اُنہون نے اِس مذہب سے گویا نئی زندگی اور رونق پائی غرض کسی انتظام
مین کہین بہتری اور بلائی نہین ہوئی جسکی اصل یہہ نہین ہے اور ثابت ہے کہ صرف یہی مذہب
دُنیا کو تعلیم و تربیت دے کے اُسے بہتر کرنے کے قابل ہے۔

اِن دنون مین آزادگی کا اکثر تذکرہ ہے لیکن قابل غور ہے کہ آزادگی کی جتنی واقفیت
اور حصول دُنیا مین ہے وُہ سب مسیح کی سلطنت کے شروع ہونے اور ہمعصر اُسکے ترقی پانے
سے مطابق ہے۔ بلکہ حقیقت یون ہے کہ جبتک آزادگی کا خیال عیسائی تعلیم سے ظاہر نہوا
وُہ کہین نہین پایا گیا۔ دُنیا کے اِن شرقی اطراف مین آزادگی کی پہچان نہین تہی ملک ہند کے
قدیم زمانون پر لحاظ کرکے کہیئے تو سہی کہ اگر تمہارے شاعرون کے خیالون یا تمہارے حاکمون
کے قانونون یا تمہارے دینون کے طریقون یا اُن حکومتون مین جو اُن دنون مین جاری
تہین کہین اِس بات کا ذکر ہے کہ آدمی آزاد ہونے کا مستحق ہے۔ یقیناً آپ لوگون کو
معلوم ہوگا کہ اِس ملک مین کہین آزادگی نہ تہی بلکہ جو اکیلا آزاد کہلایا وُہ بادشاہ مطلق تہا اور
حقیقت مین وُہ بہی آزاد نہین تہا اپنی بدخواہشون کا مطیع تہا۔ اور جیسا اِس ملک مین ویسا ہی
اَور ملکون مین بہی یہی حال تہا۔ کبہی اُس آزادگی کا بیان ہوتا ہے جو قدیم یونانیون اور
رومیون مین رایج تہی لیکن وُہ اَور بات تہی اور جو آزادگی عیسائی مذہب سے صادر ہوتی
ہے وُہ اَور بات ہے آزادگی کی جتنی واقفیت یونانی اور رومی لوگ رکہتے تھے وہ تہوڑون
کے لیئے تہی مثلاً ایک درجہ کے لیئے تہی کُل اِنسانون کے لیئے نہین اتنے لوگون نے جانا
کہ ہم آزاد ہین اور جو پیدائش سے رومی تہے اُنہون نے اپنے کو آزاد جانا۔ لیکن یہہ بات کہ
ہر ایک اِنسان کا حق آزاد رہنا ہے بلکہ یہہ کہ آدمی اپنے آدمی ہونے کے سبب سے آزاد
ہے یہہ بات نہ افلاطون نہ ارسطو نہ سسرو نہ رومی سلطنت کا کوئی معلم جانتا تہا۔ دین عیسی
کے اِس عقیدے مین کہ مسیح ابن اللہ ہے اور اُسنے اِنسان کے واسطے اپنی جان دی
یہہ سوچ پیدا ہوتا ہے کہ جس رُوح کے لیئے ایسا کفارہ گذرا اُس رُوح کی قدر بس غنیمت ہے

اور اس خیال کی روشنی مین لوگون کے متفرق درجہ اور مرتبہ کا کچھہ ذکر نہین ہے چنانچہ
اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی اور بربری یہودی اور غیر قوم غلام اور آزاد سب کے سب
خدا کے حضور مین ایکسان ہین - مین بتا چکا ہون کہ آزادگی کا یہہ سوچ عیسائی مذہب کے
عقیدے سے صادر ہوتا ہے اور جس قدر لوگ اِس عقیدے کو سمجھے اُسی قدر اُنہون نے
اِس سوچ سے برکتین پائین - یہہ تعلیم ہماری نجات ہمارے نیک اعمال اور حسنات سے حاصل
نہین ہو سکتی اور ہماری ذاتی راستبازی اور ثواب پر موقوف نہین ہے بلکہ برعکس اِس کے
وہ مسیح کے کامل کفارہ کے وسیلہ سے ہمارے واسطے اور ہمارے اندر حاصل ہوتی ہے
اور وہ خدا کے فضل سے اُن کو عنایت ہوتی ہے - سولھوین صدی عیسوی مین لوگ
سکھلائے گئے کہ یہہ تعلیم پاک نوشتون کی حقیقی تعلیم ہے اور اُسوقت وہ ایسی صفائی سے
سکھلائے گئے اور اِس قدر موثر ہوئے کہ تین سو برس تک جو آزادگی اُس سے صادر ہوئی
وہ بڑھتی گئی بلکہ جن لوگون نے رفارمیشن کے عقیدون کو قبول کیا اُنہون نے ایسی ایسی
ملکی اور باہمی برکتین حاصل کین جیسی دنیا کی پیدائش سے اُسوقت تک کہین لوگون کو حاصل
نہوئی تہین - کوئی یہہ نہ سمجھے کہ اِس عیسائی تعلیم اور حقیقی آزادگی کے درمیان جو علاقہ معلوم
ہوتا ہے وہ صرف اتفاقی ہے کیونکہ جو کوئی خوب غور سے اِس بات کو دریافت کریگا
وہ اُس سبب کو دیکھے گا جو اِن دونون باتون کو باہم باندھتا ہے سر جمس مکنٹاش نے
کہا کہ یہہ تعلیم کہ راستبازی ایمان کے وسیلے سے ملتی ہے ملکی آزادگی کی بنیاد ہے - ہوم صاحب
کہتا ہے اور جتنے عقلمند آدمی اِس امر سے واقف ہین وہ اِس کے مقر ہون گے کہ انگلستان
کی کُل ملکی آزادی اُن لوگون کے منادی کرنے سے صادر ہوئی جنکو پیورٹن کہتے ہین -
اور جنکے عقیدون کا شروع رفارمیشن سے نکلا تھا پہر پردہ فروشی کے مٹانے کی جو کوشش
انگلستان مین کی گئی اور وہان کی غلامی کو موقوف کرنا اُسی جڑ سے نکلا - سر فویل بکسٹن جسنے
انگریزی پارلیمنٹ مین سبھون سے پہلے اپنی یہہ رائے ظاہر کی کہ ملک ویسٹ انڈیز مین

غلامی موقوف کی جائے یون بیان کرتا ہے کہ اس امر مین جو پہلی بات میرے دل مین اثر کرنے والی تہی وہ انجیل کی منادی تہی جو اس گرجا گہر مین کی گئی جہان مین جایا کرتا تہا۔ جو لوگ خود غرض اور لالچی تہے وہ صاحب مذکور کی اس رائے سے بڑی مخالفت کرتے رہے لیکن آخر کو اُن لوگون کے وسیلے سے جو یہ بات مانتے تہے کہ چونکہ مسیح سب لوگون کے واسطے مُوا پس سب آزاد ہونے کے حقدار ہین۔ صاحب مذکور کی رائے غالب ہوئی اور اُس ملک مین ہر جگہہ سے غلامی نیست و نابود ہوئی اور یہی ایمان اُس لڑائی مین بہی مؤثر ہوا جو چند روز ہوئے جب امریکہ کے صوبہائے متحدہ مین ہوئی تہی اور جس سے یہ انجام ہوا کہ وہان غلامی کا نام و نشان تک باقی نہ رہا اور غور کا مقام ہے کہ جب پروٹسٹنٹ ملکون مین غلامی بند ہوئی تو اس سبب سے نہین کہ اُن سلطنتون نے غلامون کو انعام کے طور پر آزاد کیا۔ بلکہ اس سبب سے کہ غلامون نے اُسے اپنا حق جان کے اُسکا دعوی کیا اور مخفی نرہے کہ یہ حق اُن کو معلوم نہ تہا اور نہ قائم ہوا جبتک کہ عیسائی تعلیم سے اُنپر ظاہر نہ کیا گیا اور تب اُسی تعلیم کے وسیلے سے اُن کے دلون مین اس حق کے پیدا کرنے کی اُمید بہی پیدا ہوئی۔

لیکن دین عیسی نے ثابت کیا ہے کہ وہ نہ صرف ملکی عقیدون کے درست کرنے اور انسان کی باہمی حالت کو ترقی دینے کے قابل ہے۔ بلکہ اُسنے دوسرے مذہبون کو اُکہاڑ کے اُنکی جگہہ مین آپ کو قائم کیا ہے اور عیسائی مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب نے یہ نہین کیا۔ کم و بیش متفرق قومون مین متفرق دین بہی پائے جاتے ہین اور ہر ایک قوم کے مذہب مین اُس قوم کی کوئی خاصیت بہی پائی جاتی ہے اور اُن کے مذہبون کی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن قومون کی کتنی ترقی ہوئی ہے اور پہر اس سبب سے کہ مذاہب قومی خاصیتون سے ملائے جاتے ہین تو وہ مشکل سے اُکہاڑے جاتے ہین۔ کہ اُنکی جگہہ دوسرا مذہب جڑ پکڑے۔ اور حقیقت تو یون ہے کہ عیسائی مذہب کے سوا کوئی دوسرا مذہب اس قابل نہین ہوا ہے کہ دوسرون کو اُکہاڑے جہان دو مذہبون کا مقابلہ ہوا

تو نتیجہ یہہ نکلا کہ یا تو دونون کی آمیزش ہوئی یا ایک کے زیادہ زور آور ہونیکے سبب سے دوسرا چند عرصہ تک دبا رہا مثلاً آپ لوگون کو معلوم ہوگا کہ ایک مدت تک بودہ مذہب نے برہمنون کے مذہب پر غالب ہوکے اُسے دبایا لیکن اوسے مٹایا نہین کیونکہ جب موقع ملا تو وہ اُس نئے مذہب کو نکال کر آپ بحال و برقرار ہوا بودہ مذہب اس مُلک مین جہان پہلے وہ فتحمند اور زور آور تہا فی الحال کہین پایا نہین جاتا اور اگرچہ اور ملکون مین بہت جاری ہے اور اُسکے کروڑون پیرو ہین لیکن اُن ملکونمین وہ اسوجہہ سے کامیاب ہوا کہ اور مذہبون سے مخلوط ہوکے گویا اُنکی پشتی سے قایم ہوا حقیقت مین عیسائی مذہب کے سوا کوئی دوسرا مذہب اس قابل نہین ہوا جو اپنے عقیدونکی قدر و فضیلت کے وسیلہ سے دوسرے مذہب کو گراکے اُسکی جگہہ قایم ہو۔ اب کہئے تو سہی کہ اگر اُسمین کچھہ ایسی صفت نہوتی جو قومی خاصیتون اور قومی طرفداری کی بہ نسبت انسان کی روح پر زیادہ اثر کرتی ہے تو کیا کام کرسکتا۔

اور یہہ بہی جاے لحاظ ہے کہ مذہب مذکور نے جو کچھہ کیا ہے اُس سے بڑی مخالفت سے مقابلہ کرکے کیا ہے اُسکی عجیب اور لاثانی فتوحات بغیر بڑی محنت اور مشقت کے حاصل نہین ہوئین شروع سے کلیسا کے باہر ایسے لوگ ہوئے ہین جنہون نے اِس مذہب کے دلایل پر شک لاکے اُسکے دعوونکو رد کیا ہے اور کلیسا کے اندر بہی ایسے لوگ پائے گئے جنہون نے دینی عہدہ کے مرتبہ اور دنیوی فایدے پاکر اُس تعلیم اور ایمان کو جنہین سکہلانا اونپر فرض تہا حقیر جانا ہے مین اُنکی روش کا امتحان نہین لیتا صرف اِس سبب سے انکا ذکر کرتا ہون کہ یہہ بات پیش کرون کہ گزشتہ دنون مین جو اثر عیسائی مذہب نے لوگون کے دلون پر کیا یا فی الحال جو اثر وہ کرتا ہے وہ مخالف خیالون کے مقابلہ کرنے کے بغیر نہین کیا اور نکرتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ اِس مذہب کی صرف یہہ تاثیر نہین ہے کہ اُسکے سبب سے مختلف سوچ اور خیال

پیدا ہوتے ہین بلکہ یہہ تاثیر بہی ہے کہ چونکہ انسان کی خواہش اُسکے خلاف ہے پس ہر ایک کے دل مین اُسکے خلاف سخت دشمنی پیدا ہوتی ہے وُہ نہ صرف کسی تعلیم کا ایک طریقہ ہے بلکہ یہہ دعوے بہی کرتا ہے کہ اُس کے سارے پیرووں کو نئی غرض پاکر نئی زندگی مین بسر کرنا چاہیے چنانچہ جو باتین خود عیسی نے اپنے شاگردون سے کہین اُنکے سوا کوئی دوسری نہین ہین جو اُسکے دعوون کو ظاہر کرتی ہین اور وُہ یہہ ہین - کہ اگر کوئی چاہے کہ میرے پیچھے آوے تو اپنا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کے میری پیروی کرے - متی ۱۶ باب ۲۴ - آیت - جو کوئی ماباپ کو مجھسے زیادہ چاہتا ہے میرے لائق نہین ہے اور جو بیٹے یا بیٹی کو مجھسے زیادہ پیار کرتا میرے لائق نہین ہے - اور جو کوئی صلیب اُٹھا کے میرے پیچھے نہین آتا میرے لایق نہین ہے - متی ۱۰ - باب ۳۷ و ۳۸ - آیت -

سچ ہے کہ دین عیسی انسان کے سوچ اور رائے اور خواہش سے برابر مقابلہ کر رہا ہے اور یہہ بہی سچ ہے کہ وُہ برابر غالب آیا - اگر کوئی طالب علم اُسکی تواریخ کو دریافت کریگا تو اُسے معلوم ہوگا کہ اُسکی ظاہری شکستین حقیقت مین اُسکی ترقی کی باعث ٹھہرین اور جو شخص دُنیا کی تاریخ سے واقف ہے وُہ جانتا ہے کہ اُن ملکون مین جہان عیسائی ایمان رائج ہوکے پہیلتا جاتا ہے صرف اُنہین ملکون مین کچھہ اچھی باتون کی ترقی اور آسائش پائی جاتی ہے - مخفی نہ رہے کہ اُن ملکون مین جہان عیسائی مذہب نے بہت رواج پایا ہے اگرچہ وہان اکثر بُرائیان ہین - لیکن عیسائی مذہب کی تاثیرون کی ترقی پانے سے وُہ زائل ہوتی جاتی ہین - مثلاً فی الحال کی عیسائی قوم کے باپ دادے لڑائی کی حالت کو ہر قوم کی واجبی حالت سمجھتے تھے اور پردیسی اور دشمن کو یکسان سمجھتے تھے لیکن اب اِس بات کی نسبت بڑی تبدیل ہوئی اور عیسائی ملکون مین یہہ اعتقاد بڑھتا جاتا ہے کہ مناسب و بجا ہے کہ قومون مین امن اور چین رہے - اِس بات کے ثبوت مین یہہ دلیل پیش کرتا ہون کہ سال گذشتہ مین انگلستان اور امریکہ کے صوبہائے متحدہ کے درمیان بڑا مباحثہ ہو رہا تہا

اور بلاشک اگلے دنون مین ایسا مباحثہ تلوار سے فیصل کیا جاتا تھا - لیکن ہم کیا دیکھتے ہین کہ دونون عملداریون کے اُمراء نے اپنی اپنی مجلسون مین یہہ رائے ٹھہرائی کہ یہہ مقدمہ مختلف ریاستون کی باہم پنچایت سے فیصل کیا جائے اور سبھون پر واضح ہے کہ اگر اُن قومون مین یہہ عیسائی عقیدہ کہ آپس مین لڑنا بُرا ہے ترقی نہ پاتا تو وُہ لوگ ایسا عہد و پیمان نہ کرتے -

دین عیسیٰ کُل بُرائیون کے نیست و نابود کرنے کو طلب کرتا ہے - وُہ حتی المقدور اِس کام مین مستعد رہتا ہے کہ لڑائیون اور ظُلم اور ہر طرحکی خرابیون کو دور و دفع کرے اور علاقون کو جو آدمیون مین ہین بُرائیون اور بدیون سے پاک و صاف کرے اور ساری قومون کو گویا بدن کی سی عضوی وحدت مین جوڑے جس بدن کی رُوح عیسائی محبّت اور سر خود مسیح ہوگا وُہ آپ کو اِس کام کے کرنے کے قابل جان کے اپنی قابلیّت کے امتحان دینے کو طیار ہے - اپنی غرض اور قابلیت کو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی تعلیمات اور اپنے سب کردار و گفتار کو پیش کرتا ہے اُسکا کام آہستہ آہستہ تاہم ثابت قدمی اور مضبوطی سے انجام کو پہونچتا ہے باوجودیکہ اُسکی کامیابی مین بڑی رُوک ٹوک ہے توبھی وُہ اَور سب زمانون کی بہ نسبت فی الحال زیادہ قوی اور مؤثر ہے سرد شمالی اور گرم جنوبی اطراف اور سمندر کے جزیرون مین اور بیابان کے رہزنون اور جنگل کے وحشیون اور اہل تہذیب مین اُس کے پیرو ملتے ہین - ہان شہر اور دیہات دولتمند اور غریب خواندہ اور ناخواندہ بلکہ ہر درجہ اور ہر اقلیم مین اُسکی قوّت اور قُدرت کی فتح کے نشان پائے جاتے ہین عیسائی دین کی تاثیرون پر لحاظ کرکے جیسے وُہ فی الحال ظہور مین آتی ہین بتائیے کہ اگر وُہ دین خُدا سے نہین ہے تو اُس کے اِن عجیب کامون کا کیا سبب ہے -

تیسرے اِس لحاظ عام سے گذر کے ہم سوچ و غور کرین کہ دین عیسیٰ اشخاص کے لیئے کیا کرتا ہے وُہ لوگون کے دلون کو بدلنے اور سدھارنے کی کوشش کرتا ہے اور اکثرون بلکہ بے شمارون مین یہہ کام کر چکا ہے دل مین داخل ہو کے اُسنے آتش

مزاج ہوا و ہوس کو ٹھنڈا کیا اور سرکش تعصب و طرفداری کو انصاف سے بدل ڈالا اور بری
خواہشون کو جڑ سے اُکھاڑ لیا اور نئی امید اور نئی غرض اور نئی زندگی بخش دی اور جو
کوئی شخص اُسکے قانون کی مطابق اپنی زندگی کو بسر کرے گا وہ یہہ کام اُسیکے لئے کرے گا
ترسوس کے ساؤل کے احوال پر لحاظ کرکے اِس دین کی قوت و قدرت کا ثبوت ہمین ملتا ہے
اُسکا جو بیان نئے عہدنامہ مین پایا جاتا ہے وہ شک سے بری ہے اور اُسپر غور کرنے سے
سبھون کو واضح ہوگا کہ جو تبدیل اُسکی زندگی اور روش مین آگئی وہ ایسی حکمت اور قدرت سے
کی گئی جو انسانی حکمت سے باہر اور بلند ہے پہلے ایک گھمنڈی جوان فریسی کو دیکھتے ہین
جو تعلیم یافتہ اور جامع کمالات اور موسےٰ کی شریعت سے بخوبی واقف ہے اور اس
شریعت کے کل دعووں کو قبول کرکے حتی المقدور اُنکو مانتا رہتا ہے۔ وہ مصلوب ناصری
کی اِس تعلیم سے کہ مسیح و شام کی قربانیان مع یہودی کتاب فقہ کے سب رسومات اب منسوخ
ہین نفرت کرتا ہے بلکہ یہہ تعلیم سُنکے وہ نہایت غصّہ ہوتا ہے اور دھمکانے اور قتل کرنے
مین دم مارتا وہ حاکمون سے اختیار پاکے اُس تعلیم کو مٹانے جاتا ہے لیکن یکایک اُسمین ایک
بڑی تبدیل ظاہر ہوتی ہے جو غصہ ور اور ظالم تہا وہ حلیم اور حلقہ بگوش ہوکے مصلوب عیسےٰ
کے ایک شاگرد کے پاؤن کے پاس بیٹھکے اُس سے نصیحت پاتا ہے۔ اِس سے
تہوڑا پہلے خود پولوس مسیح کو صلیب دیتا لیکن اب اسکے لئے اپنی جان دینے کو طیّار ہے
اب عیسےٰ ناصری کے مقابلہ مین جسے اوسنے پہلے ستایا تہا کوئی اُسکے نزدیک جلیل نہین ہے
وہ اُسکی خدمت مین مشغول ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کی اگلی صورت امید چہوڑکے عیسےٰ کی محنت
کی خاطر سے سخت محنت اور ننگے اور آخرش شہادت کو بہی اختیار کرتا ہے لیکن وہ اِسے کچہہ نہین
سمجہتا نہ اپنی جان کو عزیز رکہتا کہ خدا کے فضل کی انجیل پر گواہی دی کہتا ہے کہ جتنی چیزین
میرے نفع کی تہین مینے اُنہین کو مسیح کی خاطر نقصان سمجہا بلکہ مین اپنے خداوند یسوع مسیح
کی پہچان کی خوبی کے سبب بہت کچہہ نقصان سمجہتا ہون جسکی خاطر ہر چیز کا نقصان اُٹہایا اور اُنہین

گندگی جانتا ہون تاکہ مین مسیح کو لفظ مین پاؤن اور اُسمین پایا جاؤن اپنی اس راستبازی کے ساتھہ نہین جو شریعت سے ہے بلکہ اُس راستبازی کے ساتھہ جو مسیح پر ایمان لانے سے یعنی اُس راستبازی کے ساتھہ جو خدا کی طرف سے ایمان کی راہ مین ملتی ہے فلپیون کی کتاب ۳۰ باب ۷ سے ۹ تک - صاحبو آپ لوگونکی دانست مین اس امر حق کا کیا سبب تہا وہ عجیب امر تو تہا لیکن مثل اُسکی اور بہتیرے امور عیسائی تواریخ مین پائے جاتے ہین صرف یہہ فرق ہے کہ اُن لوگون سے پولوس کی زیادہ شہرت تہی بے شمار لوگون کے نزدیک جنکو پہلے عیسےٰ کا نام نفرتی تہا وہ نام سارے ناموں سے جو آسمان یا زمین مین ہین زیادہ قیمتی بلکہ بہت بیش قیمت ہو گیا جنکے دلون پر گناہ ہونکا بوجہہ لدا ہوا تہا یعنی جو لوگ اپنی خطاؤن سے واقف ہوے تہے اور کسی نہ کسی وقت ہر ایک اندیشہ مند آدمی کو تجربہ ہوتا ہے اُن لوگون نے مسیح پر ایمان لا کے اپنے بوجہہ سے رہائی پائی ہے اور مسیح کو اپنی زندگی اور خداوند اور کامل نجات دہندہ جانکر وہ اُسکی محبت اور تعریف مین مشغول رہتے ہین وہ اُسکی دائمی قدرت پر گواہی دیتے ہین نہ صرف اُسکی باتین بلکہ اُنکی روش بہی اسپر گواہ ہے کہ عیسےٰ جو مصلوب ہوا وہ جیتا ہے اور بچانیکے قابل اور ضامن بہی ہے عیسےٰ بچاتا ہے حقیقتاً وہ بچاتا ہے اگر اسپر تم شک لاتے ہو تو آؤ دیکہو عیسائیونکی تواریخ پر غور کرو بلکہ اُن لوگون پر لحاظ کرو جو تمہارے جان پہچان ہین اور اگر تم کہتے ہو کہ ہر کہین مکر و فریب اسقدر ہے کہ نمعلوم کہ کوئی معتبر ہے کہ نہین تو اسبات کا امتحان کر کے اُسکا تجربہ حاصل کرو - اس ملک کی دینی تواریخ مین اسبات کے تذکرے ہین کہ لوگ اپنی گنہگار حالت پر سوچ کے بہت مضطرب ہوتے اور مین جانتا ہون کہ اس سوچ کے سبب سے کبہی کبہی آپ لوگون کے دلونمین بہی بڑی گہبراہٹ ہو رہی ہے اور جسقدر آپ لوگ اس بات پر سوچ کرینگے ایسقدر گناہ کی کیفیت اور اپنی خطا آپ لوگون پر ظاہر ہوگی خیر عیسےٰ مسیح آپکو بچانیکے لئے قبول کرتا ہے اور اگر آپ اُسکی سچائی اور قابلیت کو دریافت کرنی چاہتے ہین تو اُسکے کلام کو قبول کر کے اُس پر ایمان لائیے

چوتھے جو شخص عیسی مسیح پر بھروسا رکھتا ہے اُسکو وہ ضرور مطمئن کریگا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی پیاسا ہو مجھہ پاس آئے اور پیئے اور ایک بڑی جماعت جسکا شمار نہین ہوسکتا اِس چشمہ کے پاس آکے اُسکی زندہ سوتون سے خوشی اور سلامتی پاچکی ہے مسیح نے تیز فہم اور کم عقل کو یکسان تقویت و تسلی بخشی ہے - اُسنے چالمرس صاحب کے دِل کو جو عالمون اور فاضلون مین شریف تھے مطمئن کیا اور اُس غریب اور ان پڑھی عورت کے دِل کو بھی خوش کیا جو صاحب ممدوح سے کلیسیا مین داخل ہونے کی درخواست کرکے صاحب کے اِس سوال کو کہ مسیح کے حق مین تمہارا کیا گمان ہے صرف یہہ جواب دے سکی کہ مین اُسکا بیان نہین کرسکتی مگر اُسکے لیئے اپنی جان دینے پر طیار ہون - اعلے و ادنے عالم و جاہل کوئی کیون نہو اگر اُنہون نے انجیل مین ڈھونڈھا تو اپنی اُمید کا پھل پایا انجیل کی بخششین کسی ملک پر موقوف نہین ہین وہ سب لوگون کے لیئے ہین - جو شخص مسیح کی برکتین قبول کریگا وہ اُسی کو دی جائینگی اور جس نے اِس بات کو آزمایا ہے اُسنے جان لیا کہ اُس کے وعدے سچ اور برحق ہین -

حاصل کلام یہہ ہے کہ خواہ عیسائی مذہب الٰہی ہو یا نہین لیکن انصاف قبول کریگا کہ چونکہ اُسنے انسان کے واسطے بہت کچھہ اچھے کام کیئے پس وہ دریافت کے لائق ہے جو دین ایسا ہے کہ غربا اور تنگ حال اور جاہلون مین جاکے ہر کہین خاطر جمعی و تسکین و پاکیزگی لاسکتا ہے اور پھر بڑے غافلون کے واسطے کافی اور دِل آسودہ کرنے والا ہے اُس دین مین ضرور کچھہ خوبی اور بھید ہوگا جو ہر ایک شخص کا حاجت روا ہوگا اور جسکا دریافت کرنا ہر ایک آدمی پر فرض ہے -

میری دانست مین عیسائی مذہب کی دلیلون کی تفتیش کرنے کے بعد کبھی کسی نے اُسکو رد نہین کیا اور اِس مذہب کے مشہور معترضون کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے کبھی اُسکی کما حقہ تفتیش نہین کی کیونکہ اُنکے اعتراضون پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے

کہ وہ یا تو دین عیسی کی کیفیت سے ناواقف تھے یا تعصب سے اُسکو دریافت کیا اور دونون طرحسے ٹھیک امتیاز نہین کرسکے - یہہ بات مشہور ہے کہ ایک دفعہ عیسائی دین کے دشمنکر جو بڑے عالم و فاضل تھے اِس دین کے برباد کرنے کے لیئے کتابین لکھنے لگے ایک ایک نے اپنے لیئے کتاب کا مضمون چُن لیا یعنے گلبرٹ ویسٹ نے مسیح کی قیامت کے بابت اور لارڈ لٹل ٹن نے پولوس کے سرنو پیدا ہونے کے بابت لکھا اور اُن کی کتابین ابتک موجود ہین اُنکی تفتیش سے یہہ حاصل ہوا کہ خوب غور کرکے دونون عیسائی مذہب کی سچائی کے قائل ہوئے - پھر نیانڈر صاحب کلیسا کے بزرگ مؤرخ کا احوال لحاظ کرو وہ یہودی تھا اِس لیئے کہ اُسنے دیکھا کہ انجیل کی گواہی غیر ممکن الرد اور لاجواب ہے وہ اپنے دین کو چھوڑکے دین عیسی کا مقر ہوا - اور پھر کولرج اور شیال لنگ مشہور حکیم کی طرف متوجہ ہو کہ وہ دونون شروع مین اِس مذہب کے کامل منکر تھے لیکن اُسکو بڑے غور اور لحاظ سے دریافت کرکے وہ دونون اُسے قبول کرنے کو مجبور ہوئے لیکن طول طویل کرنا نہ چاہیئے - صاف و واضح ہے کہ ہر آدمی کو چاہیئے کہ عیسائی مذہب کے دعوون اور حقیقت کو دریافت کرے بلکہ کوئی کام اِس غور و تفتیش کے برابر ضرور نہین ہے -

صاحبو دین عیسی اگر سچ اور برحق ہے تو دو باتین ضرور یقینی ہین - ایک یہہ ہے کہ آپ لوگ اُسکے وسیلے سے بچائے جاسکتے ہین - اور دوسرے یہہ کہ آپ اُسکے بغیر ہلاک ہون گے اور ہر ایک جان کے حق مین یہی باتین سچ ٹھہرتی ہین - اگر عیسائی مذہب سچ ہے تو عیسی مسیح بچا سکتا ہے اور اُس کے سوا کوئی دوسرا بچانے والا نہین ہے - اگر حقیقت مین یہہ عقیدہ خدا کی طرف سے نکلا ہے تو خدا نے اِس جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے اور کسی دوسرے سے نجات نہین ہے کیونکہ آسمان کے تلے آدمیون کو دوسرا نام نہین بخشا گیا جس سے ہم نجات پاسکین تو غور کا مقام ہے کہ آیا اُسکے برابر کوئی دوسری بات

دریافت کرنیکے لایق ہے یا نہین کیا آپ کی ابدی زندگی اور موت کسی دوسری بات پر موقوف ہے - یا در کہنا چاہیئے کہ بات یہہ نہین ہے کہ ایا عیسائی مذہب سب مذہبون سے بہتر ہے بلکہ یہہ کہ ایا وہ اکیلا حقیقی اچھا دین ہے یا نہین وہ اکیلے اور سچّے ہونیکا دعوی کرتا ہے وہ خدا کی ٹہرائی ہوئی تدبیر ہونے کا دعوی کرتا ہے اور خدا کی صرف ایک ہی تدبیر ہے اِس سبب سے قطع نظر کرکے مین یہہ کہتا ہون کہ کوئی بات جو حکومت یا خوشحالی یا جسمانی زندگی سے بلکہ کسی بات سے علاقہ رکہتی ہو آپ لوگون کے لئے اسکی برابر نہین ہے کہ آیا سچ ہے کہ نہین کہ عیسے مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا نجات دہندہ ہے آپ لوگ انصاف کیجے کہ میرا یہہ کہنا بجا ہے کہ نہین -

پہر اے صاحبو اس بات پر بہی لحاظ کرو کہ مسیح کا نور حیات ہے -

انگلستان کے اوسٹون کے مشہور فانوس دار مینار کی دیوار پر یہہ مضمون مرقوم ہے نور بخشنا اور زندگی بچانا - اس تحریر سے مینار مذکور کے تعمیر کرنے کا منشاء و مطلب معلوم ہوتا ہے - وہ سمندر کے کنارہ کے ایک بڑے خطرہ کی جگہہ مین ہے اور جہازی لوگ جو تاریکی مین مبتلا ہوکے اُسجگہہ پہنچتے ہین جب روشن مینار کو دیکہتے ہین تو خطرہ سے آگاہ ہوکے اپنے جہاز کو بچاتے ہین - وہ مینار دو دفعہ گر گیا اور چونکہ اُسکی پہر تعمیر کرنے سے پیشتر اکثر جہاز ٹوٹ گئے اور بہت لوگ ڈوب گئے تو معلوم ہوا کہ یہہ مینار نہایت عمدہ چیز ہے کیونکہ روشنی پہیلا کے وہ خطرہ کو ظاہر کرتا ہے اور جو شخص خطرہ سے واقف ہوکے خطرہ مین جاوے تو وہ دیوانہ ہوگا -

اب قرینہ یہہ بتاتا ہے کہ اگر کوئی روحانی روشنی بخش مینار ہو جو روح کو خطرہ سے آگاہ کرکے بچاوے تو دریاے زندگی کے مسافر بڑی حفاظت سے اپنی مسافرت کو ختم کرے لیکن حقیقت تو یون ہے کہ روحانی مسافرت مین زندگی کے واسطے روشنی کچہہ دخل نہین رکہتی اسکے معنی یہہ ہین کہ روحانی خطرے اگرچہ دیکہے جائین تاہم لوگ

اُن سے باز نہین آتے اگر خطرے کو دیکھ کے لوگ اُس سے بچتے تو کسی کو نقصان نہ پہونچتا کیونکہ روشنی ہر کہین موجود ہے اور سبھون کو خطرے سے آگاہ کرتی ہے۔

آفتاب تمام عالم کو روشنی سے معمور کرتا ہے لیکن اُس روشنی کے مقابل مین جو اخلاقی عالم مین چمکتی ہے آفتاب کی روشنی کا کیا ذکر ہے جو دلیل اِس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہر کہین طبعی روشنی ملتی ہے وُہ یہہ ہے کہ متفرق زمانون اور اقلیمون کے لوگ جنکی حکومت اور مذہب اور دستورات مین بڑا فرق ہے وُہ سب کے سب اِس بات مین متفق الرائے ہین کہ نیکی کرنا واجب اور بُرائی کرنا منع ہے۔ ایپک تیتس اور مرکس اور ریلیوس اور سینیکا اور سُقراط اور سقیمونی اور زرتست اور کنکہ فتشہ وغیرہ اپنی تعلیمات اور طور طریق سے ظاہر کرتے ہین کہ معرفت کا نور اصلی اور کُلّی ہے اور ہر چند کہین کم اور کہین زیادہ ہے تو بھی وُہ ہر ایک کے دِل مین چمکتا ہے اِسوقت میرا یہہ مطلب اور منشا نہین ہے کہ اِس بات کو تحقیق کرون کہ یہہ پرتو خاص اِسی سبب سے اِس قدر کلّی ہے کہ وہ ایک آفتاب الٰہی سے صادر ہوتا ہے یا اُسکا کیا سبب ہے مین صرف اُس کے کُلّی ہونے کی طرف اشارہ کرکے بتایا چاہتا ہون کہ وُہ ہر شخص سے متعلق ہے جیسا مثلاً اُسکی انسانیت اُس کے متعلق ہے اور جسقدر اُسکی انسانیت اُسی قدر یہہ بھی اُسے لازم اور ضرور ہے۔

لیکن امر مذکور پر غور کرکے ایک دوسرا امر بھی ہمین ملتا ہے جو اُسکے برابر آشکارا و کلیہ ہے اور وُہ یہہ ہے کہ روشنی تو صاف ہے لیکن لوگ اُس کے مطابق نہین چلتے معرفت کی آواز سبھون سے سُنی جاتی ہے لیکن وُہ اُسے نہین مانتے۔ اور یہہ آپ لوگون کو بلکہ سبھون کو اظہر من الشمس ہے سچ تو ہے کہ اکثر آدمی اپنے اخلاقی قوانین کے مطابق اپنی زندگی کو بسر نہین کرتے ہین۔ مین یہہ نہین کہتا کہ اِس سے کوئی مستثنیٰ ہے کہ نہین کیونکہ اِتنا کافی ہے کہ آپ لوگ قبول کرین کہ بعضے ایسے آدمی ہین جو اپنے واجبات کو جان کر اُنپر عمل نہین کرتے سب قبول کرین گے کہ بہتیرے ایسے ہین کیا آپ لوگ کوئی ایسی نیکی

بتا سکتے ہین جو ہر چند کہ طبعی روشنی اور تعلیم اور نصیحت سے روشن ہے اور تو بہی لوگ اُس سے روگردانی نہ کرین - اور بدی اور برائی کی فہرست مین کیا کوئی ایسی خطا یا گناہ ہے جسکو لوگون نے باوجودیکہ اِس بدکاری کے مہلک نتیجہ سے آگاہ ہوئے اختیار نہین کیا - دریائے زندگی کے مسافر کے پاس ایک نقشہ ہے جسمین اُسکی راہ صاف ظاہر ہے اُس نقشہ مین ہر ایک خطرہ صاف بتایا جاتا ہے روشن مینار خطرے کی جگہون مین دکہائی دیتے ہین مسافر کے پاس قطب نما بہی ہے جو کبہی بگڑتا نہین ہے اور جہان آفتاب نظر نہین آتا وہان ستارے چمکتے رہتے ہین لیکن یہہ سب اُسے ہلاک ہونے سے نہین بچا سکتے ہر چند اُسنے اتنی روشنی اور عبرت پائی تو بہی وہ اپنا جہاز ریتے پر چلائیگا یا اُسے اُن موجون مین جو چٹانون سے ٹکر کہاتی ہین ہلاک کریگا - شروع ہی سے اِنسان نے ایسا کیا اور فی الحال بہی ایسا ہی کرتے ہین جو لوگ گذشتہ زمانون کی تاریخ سے واقف ہین وہ ایسون کا حال خوب جانتے ہون گے اور ہزارون ایسون کو دیکہتے بہی ہین اور جائے لحاظ یہہ ہے کہ نہ صرف ناخواندہ اور جاہل بلکہ اُن کے مقابلہ مین عالم اور فاضل جنمین طبعی روشنی صریحًا چمکتی ہے زیادہ سرکش اور شریر ہین گذشتہ زمانون مین یہہ لوگ ہر طرحکی بدی اور برائی کرنے مین مشغول و مستعد ہوئے بلکہ اپنی برائی سے اپنے زمانہ کی تاریکی کو زیادہ تاریک کر دیتے تہے اور آجکل بہی لوگ ویسا ہی ملکی اِنتظام اور بندوبست کے بڑے دشمن ہین کیونکہ اُن کی عقل اِس قدر تیز ہے کہ وہ اُنکی شرارت اور بغاوت کو بڑہاتی ہے - ایک رومی شاعر نے کہا اور ہر ایک عقلمند ایسا ہی کہیگا کہ جو اچہا ہے مین اُسے جانتا اور پسند بہی کرتا ہون مگر جو بُرا ہے اُسے اختیار کرتا ہون -

پس صاف اور واضح ہے کہ انسان مین جو اضطراب اور بیقراری پائی جاتی ہے وہ اُسکے اخلاقی حال سے مطابق ہے اِس سے یہہ مراد ہے کہ جو نقص اور سہو ہے وہ اُسکی دلی خواہش مین ہے اور اُسکی عقل مین نہین اِس مقام پر مین اِس حالت کی بنیاد

کی تحقیقات نہین کرتا صرف اُن حقیقتون کا بیان کرتا ہون جنکی نسبت کوئی شخص بحث نہ کریگا
اس خراب حالت کا شروع جو کچھہ ہو سو ہو لیکن حقیقت تو یون ہے کہ خدا سے جتنی مخالفت
ہے وہ سب انسان کے دلی ارادہ مین پائی جاتی ہے اور ہر چند کہ انسان کی عقل اُسے
ظاہر کرنے کے قابل ہے لیکن وہ اُسے مٹانے کے قابل نہین ہے اگرچہ ہم اس حقیقت کو
ناپسند کرین تاہم وہ برحق رہے گی اور اگر اپنی آنکھون کو بند کرکے کہین کہ اُسے نہین دیکھتے
تو مثل شتر مرغ کے ہون گے جو جھاڑیون مین اپنے سر کو پوشیدہ کرکے یہہ سمجھتا ہے کہ جیسا
مین شکاری کو دیکھہ نہین سکتا ویسا ہی وہ بھی مجھے دیکھہ نہین سکتا یہہ بات کہ ہمارے اخلاقی
طریقے اور اخلاقی شناخت مین بڑی مخالفت پڑی ہے اسقدر صاف و روشن ہے کہ
ہم اُس سے بے فکر رہین تو رہین لیکن اُس کے معتقد ہونا چاہیئے اُس سے ہمارے
قابل الزام ہونے کی واقفیت شامل حال ہے اور اسمین شرمندگی و خوف موجود ہے
اور اس واقفیت کی بہ نسبت انسان کی روح کسی دوسری چیز سے زیادہ غم و پریشانی
حاصل نہین کرتی -

لوگ شکنجے مین کھینچے اور لکڑی کے ساتھہ باندھے جاکے بڑی جان کندنی سے
جان بحق ہوئے لیکن اُس حالت مین بھی اُنپر ایسا عذاب و تشدد نہین ہوا جیسا اُنپر ہے
جو اس بات کے قائل ہین کہ ہماری طبیعت اور فعل ہمارے خالق و مالک کے مخالف
ہین جب کوئی شخص اسقدر قابل ہوتا ہے تو کوئی دلیل اُس کے اس یقین کو رفع نہین
کرسکتی اگر کوئی اُس کے بیان مین یہہ کہے کہ ایسا یقین تعلیم و تربیت سے پیدا ہوتا ہے
تو جواب یہہ ہے کہ وہ اُن لوگون مین پایا جاتا ہے جنکی تربیت مین محض اختلاف پڑا
وہ نہ صرف اُن لوگون مین ملتا ہے جو عیسائی کہلاتے ہین بلکہ بت پرستون مین بھی ایسے
لوگ پائے گئے جنمین گناہ کرنے کی اس قدر واقفیت ہوئی کہ بیان سے باہر ہے
اور اس واقفیت کی چند تمثیلین آپ لوگون کی تاریخون مین ملتی ہین - سچ تو یون ہے

کہ جہان کہین انسانی طبیعت کی کیفیت اور حقیقت کی پہچان ہے وہان اِس قابلیت الزام کی واقفیت معہ خوف و شرمندگی کے ظاہر ہوتی ہے اور ہم اُس کے ہونے سے تجاہل نہین کر سکتے نہ اُسکی قوت کو مٹا سکتے ہین۔

آپ لوگ قبول کرین گے کہ اگر حالت مذکورہ کے واسطے کوئی علاج ہو تو یہہ بڑی نعمت ہو اگر کوئی ایسی چیز پائی جائے جو اِس پریشانی کی جڑ کو اُکھاڑ کے خود پریشانی کو دور و دفع کرے یعنی بدی اور برائی کو مٹا کے بدی کی واقفیت سے رہائی دے تو کیا انسان اِس سے کوئی بہتر چیز پا سکتا یا چاہ سکتا ہے۔ جن اطراف مین وبا داخل ہو کے لوگون کو اسقدر مار ڈالے کہ چارون طرف مرتے ہوئے اور مُردے دکھائی دین تو اُن اطراف مین اگر طبیب جائے اور لوگون کو شفا بخشے تو کیا خوب ہو لیکن اِس حال کی بہ نسبت دُنیا کے واسطے جسمین ہر وقت گناہ کی واقفیت ہے جو وبا کی بہ نسبت پریشان حالت کو زیادہ پیدا کرتی ہے شفا کتنی زیادہ چاہیئے کیا اِس بات کے حق مین آپکی اور میری رائے متفق نہین ہے کیا کُل دنیا بہی اپنے متفرق مذہبون کے وسیلے سے یہہ بات نہین بتاتی کہ نجات چاہیئے۔

واضح ہو کہ اگر سچی نجات مِل جائے تو چاہیئے کہ وُہ نہ صِرف عقل بلکہ دلی خواہش پر بہی اثر کرے۔ اگر انسان کی دلی خواہش اُسے گمراہ نہ کرتی تو اُسکے عقل و فہم کو خبر ہوتی لیکن اُسکا فریب خوردہ دِل اُسکو بہکاتا اور اُس کے فہم کو جہوٹی باتون سے بہر دیتا ہے انسان کے فہم و دل کے افعال جو اوپر گذر گئے ہین ایسے ہین کہ صاحب عقل و دانش کو چاہیئے کہ اُنپر لحاظ کرے مثل ہے۔

خلافِ طبع جو ہوئے گا قائل ۔۔۔ وُہ ہوگا اصل پر پہر اپنی مائل

جبتک لوگ دریافت نہین کرتے تب تک اُس بحث باطل کے حال سے ناواقف ہین جس سے دلی خواہش عقل و فہم کو گہیر لیتی ہے۔ یہہ عام بات ہے کہ جب لوگ سوچتے ہین کہ سچائی

کو حاصل کر چکے تب یہہ پاتے ہین کہ فریب کے سوا اور کچھہ نہین ملتا اور جسے سچ جانتے تھے وہ جھوٹا نکلا - اور جب لوگ قائل ہوئے کہ فلانی بات سچ ہے اور سب غلطیان رفع ہوئین اور عقل اِس قدر روشن ہے کہ دلی خواہش اُسے اور زیادہ بہکا نہین سکتی تو لوگون کو معلوم ہوتا ہے کہ نفسِ انسانی اِس بات کو قبول نہین کرتا بلکہ برعکس اُسکے کامل نفرت سے اُس سے مونہہ پھیرتا یا غصہ ہوکے اُسکا مقابلہ کرتا ہے صاحبو مین خیالی باتون کا نہین بلکہ حقیقی باتون کا بیان کرتا ہون اور آپ لوگون مین بعض اپنے تجربہ سے اُن باتون سے واقف ہون گے اور سبھون نے صاحب دانش ہوکے ایسی باتین دیکھی ہون گی حقیقت تو یون ہے اور اِس سے کوئی بات زیادہ سنجیدہ و غم آلودہ و خوفناک نہین ہے کہ جب دلی خواہش عقل و فہم کو سچائی کے دیکھنے سے زیادہ روک نہین سکتی تب وہ خود سچائی کے خلاف کرنے کے قابل ہے اور اُسے قبول نہین کرتا - اور وہ سچائی جس نے عقل کو قابل کیا بچانے مین کفایت نہین کرتی پودہا از خود اوپر دیکھہ کے آفتاب کی روشنی کو جس سے وہ قوت پاتا ہے مبارک جانتا ہے - جانور اپنی خوشی سے اپنا چارہ ڈھونڈھتا ہے اور پرورش پاکے جس سے طاقت پیدا ہوتی ہے خوش ہوتا ہے لیکن انسان کے دل کو اگر خوبصورتی اور طاقت حاصل ہو تو چاہیئے کہ سچائی سے مطابقت پائے مگر وہ اِس قابل ہے کہ اُس ضروری سچائی کا انکار کرے اور اُسکا انکار کرکے اپنے کو ہلاک کرے اِس خراب حالت کے واسطے کوئی ایسی تدبیر چاہیئے جو عقل کو قابل کرکے دل کو سرِ نو پیدا کرے اور اگر ایسی تدبیر حاصل نہو گی تو بچنے کی اُمید باقی نہ رہے گی - اگر انسان کے واسطے ایسی تدبیر حاصل ہو جس سے دِل کی صحت اور پاکیزگی اور خوشی صادر ہو تو چاہیئے کہ یہہ نہ صرف تعلیم دینے والی بلکہ زندگی بخش تدبیر بھی ہو اور دلی خواہش کو زندگی اور آزادگی کو نئی بنیاد دینے کے قابل ہو -

لیکن اس امر کی نسبت یہہ سوال پیش ہوتا ہے کہ ایسی تدبیر کہان سے مل سکیگی

اگر اُسے دِلی خواہش پر اثر کرنا ضرور ہے تو اُسکو کیسا ہونا چاہیئے تاکہ اِس قابل ہو ارسطو ذہین نے کہا کہ خالی عقل کسی چیز کو حرکت نہین دیتی لیکن اِس غرض سے کہ لوگ بچین نہ صرف دلی حرکت چاہیئے بلکہ ایسی حرکت بہی جو دل کی پہلی حرکت سے بالکل خلاف ہو یہہ تدبیر کہان سے ملے گی صاف و روشن ہے کہ یہہ کافی ہوگا کہ لوگ اپنے فرائض کو بخوبی سمجہین اگر کوئی شخص اپنے دِل مین فکر کرے کہ مین اپنا فرض ادا کر سکتا ہون کہ نہین تو معلوم ہوتا ہے کہ وُہ اپنے دِل کے ارادے مین ٹہرا چکا ہے کہ اپنے فرض کو ادا نہ کریگا اور اِس فرض ادا کرنے کے لیئے اُسکے فکر کے سوا کوئی دوسرا سبب پیش نہ کیا جائے تو وہ فرض ادا کرتا رہیگا کوئی شخص نہ صِرف اسی سبب سے کہ وُہ جانتا ہے کہ فرض ادا کرنا مناسب و لازم ہے اُسے ادا کریگا۔ ایک صاحب نے جو تیز فہمی اور شعور مین ارسطو کا ہم مرتبہ تہا یہہ کہا کہ عرفان پہلاتا لیکن محبت بڑہاتی ہے اوّل قرنتی ۸ باب ۱ عرفان کسی شخص کو پاک نہین کر سکتا مگر جس حال مین کہ وُہ شخص پاکیزگی سے محبت رکہے صِرف محبت سے وُہ طاقت ملتی ہے جس سے کوئی شخص اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے لیکن محبت تو ایسی چیز نہین ہے کہ بحث کرنے اور دلیل لانے سے نکلے اور وُہ اختیاری بات بہی نہین ہے محبت اختیار کو پیدا کرتی ہے اور نہ اُس سے پیدا ہوتی ہے وُہ دِلی ارادے کو گویا زندہ کر کے اپنے قوت کے دِن اُسے رضامند کرتی ہے۔

اِس غور و لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کا از خود سر نو پیدا ہونا غیر ممکن ہے دلی خواہش جو مبتلائے گناہ ہے اپنے کو آزاد نہین کر سکتی چاہیئے کہ کسی دُوسرے کی مرضی ہماری مرضی پر اثر کرے صاف و روشن ہے کہ صِرف ارادہ یا وُہ چیز جس سے ارادہ تعلق رکہتا ہے ارادہ پر اثر کرنے کے قابل ہے ہم سُوچ کرنے سے تربیت پا سکتے ہین لیکن اگر ہمکو دل کی نئی زندگی حاصل ہو تو چاہیئے کہ یہہ کسی شخص سے ہو یا کسی شخص کے کلام یا فعل سے جو ہمارے دِل پر اثر کرے جو چیز ہمین بچا سکتی وُہ

روشنی نہین صرف زندگی ہے زندگی کی تعلیمین اور نصیحتین نہین بلکہ خود زندگی اِس قابل ہے کہ ہمین زندگی مین داخل کرے جیسا اِنسان اور حیوان کی حالت مین زندگی فقط زندگی ہی کے وسیلے سے پیدا ہوتی ہے اور پرورش بہی پاتی ہے ویسا ہی اخلاقی اور روحانی حالت مین جو زندگی ظاہر ہوتی ہے وُہ زندہ جڑ سے صادر ہوتی ہے۔

اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر انسان کے واسطے نجات کی تدبیر ممکن ہے تو چاہیئے کہ وُہ آدمی کو سر نو پیدا کرنے کے قابل ہو کے گرفتار دلی خواہش کو جو گناہ مین مُبتلا ہے اُسکی گرفتاری سے آزاد کرے اور اُسے کامل زندگی کی طاقت سے معمور کر کے اُسکو سچی آزادگی کی خوشی بخشے وہ کس طرح یہہ کر سکتی ہے صرف اسی طرح کہ ہمارے سامنے کسی شخص کو پیش کرے جسکی گفتار و کردار ہمین تحریک دے اور جسکی مرضی ہماری مرضی پر مسلط ہو اور جو اِس طرح ہمارا بادشاہ اور خُداوند ہو کہ ہم اپنے کو اُس کے حوالے کر کے اور اپنی نئی زندگی مین خوش اور طاقت ور ہو کے اُسکی پیروی کرتے رہین کیا ایسے شخص کی پہچان خوب ہوتی اگر کوئی اُستاد مِل جائے جو نجات دہندہ بہی ہو اور ہمین تعلیم دے کے ہمارے خوش اطاعت پیدا کرنے کے لائق ہو تو اُسکے واسطے یہہ دعوے کیون نہ پیش کیا کہ کل دُنیا کے لوگ اُسکے تابع ہُون۔

اِن حقیقتون کے سوا ایک اور حقیقت یہہ ہے کہ اُن سب لوگون مین سے جنکا بیان دنیا کی تاریخ مین ہے صرف ایک نے ایسا کام جو اوپر بیان ہو چکا ہے اختیار کیا ہے اور کبہی کسی نے دعوی نہین کیا کہ اُس کے سوا کوئی اور شخص یہہ کام کر چکا ہے بڑے بڑے اُستاد اور معلّم تو ہوئے جنکی تعلیمین مؤثر ہوئین اور جنکی روش لائق بیان اور تعریف تہی لیکن اِن سبہون مین سے ایک ہی جسنے نجات دہندہ ہونے کا دعوی کیا دنیا کے واسطے جو زندہ بچانیوالے کی حاجتمند ہے صرف ایک اپنے کو اُسکا حاجت روا کر کے ظاہر ہوا آپ لوگ جانتے ہین کہ مین کسکی طرف ایما کرتا ہون میرے بتلانے سے پیشتر آپ جانتے ہین کہ صرف عیسی مسیح آدمیون کے نجات دہندہ ہونے کا دعوے کرتا ہے وہ اللہ اُستاد ہی بلکہ دنیا کے معلّمون مین لاثانی ہے اور اوروں کی نسبت آپ لوگ بہی اُسکی سبقت کا اقرار کرینگے وہ سب اُستادون مین اعلے اور افضل ہے

اِس سے زیادہ بڑا سبب ہے کہ وُہ کُل انسان کے مُطیع ہونے کا دعوے کرتا ہے اور وُہ سبب یہہ ہے کہ وُہ نجات دہندہ اور بچانے والا ہے۔

اگر کوئی بہادرانہ کام ہو تو وہ کچھہ نہ کچھہ دل پر اثر کریگا خود انکاری یا خود فراموشی کا کوئی فعل جب دیکھا جائے تو دیکھنے والے کے دِل پر ایسا نقش ہوگا کہ وُہ بھی ایسا کام کرنا چاہیگا مُحبّت صِرف محبّت سے پیدا ہوتی ہے لیکن جیسے گرمی اور روشنی جو طرح طرح کے تغیرات سے زمین کو پہونچتی ہے صِرف آفتاب سے نکلتی ہے ویسا ہی ہر ایک مُحبّت اور خود انکاری کا عمل اگرچہ اُس کے کرنے کا وسیلہ کیسا ہی ہو تو بھی اُسکی اصل خُدا کی محبّت مین پائی جاتی ہے صِرف اُسی مین محبّت کا چشمہ ہے صِرف اُسی سے سب محبّت نکل سکتی ہے اور صِرف اُسکی اور اُسکی محبّت کے کسی اظہار کے وسیلے سے جو ہم دیکھہ سکتے ہین نئی زندگی کی ایسی طاقت پائی جاتی ہے جو ہمین ہماری خود غرضی پر غالب ہونے کے قابل کر سکتی ہے اور ہماری دلی خواہش کو محبّت کی زندگی اور آزادگی سے معمور کر سکتی ہے لیکن اگر ایسا ظہور ہو تو چاہیے کہ خُدا آپ کسی صورت مین ظاہر ہو کے انسان مین سکونت کرے اور صِرف اِسی طرح ہم اُسکی محبّت سے نوزادگی حاصل کر سکتے ہین۔

ویدانت اور توحید خُدا کو ایک زندہ رُوح جان کر یہہ سکھلاتی ہے کہ اِنسان اُسکی بارگاہ مین حاضر ہو کے اُسکو سجدہ کرین لیکن وُہ سجدہ کرنے کی مؤثر وجہ نہین بتلاتے حقیقت تو یہہ ہے کہ لوگ از خود خُدا کی طرف رُجوع نہ ہونگے اُنکی دلی خواہش اُنہین ترغیب دیتی ہے کہ اپنے اپنے مطلب کو طلب کرین اور خُدا سے دُور رہین اور توحید مین کوئی ایسی بات نہین جو آدمی کو خُدا کے نزدیک کر سکے اُس عقیدے کی تعلیم خُدا کے حق مین اِس قدر مُجمل ہے کہ انسان کے دل کو اثر نہین کرتی آفتاب کی روشنی ہر چند وہ جلیل و جمیل ہے تاہم جبتک اُسکی شعاعین زمین پر پہونچ کے پھر منعکس نہ ہون تب تک وُہ کُرہ ہوا کو جسمین ہو کے وُہ آئین گرمی نہین بخشتین اور اسی طرح خُدا کی شناخت کا نور جبتک ہم خُدا کے کسی زندہ

نقش سے اُسے نہ پائین تب تک وُہ ہمارے خیالون مین اگرچہ چمکتا ہے تو بھی ہمین زندہ
نہ کریگا ہمین عیسیٰ مسیح کی لیاقت انسان کے زندہ کرنے اور بچانے کے واسطے ظاہر
ہوتی ہے وُہ زندہ خدا مجسم ہوکے ہمارے درمیان مین نظر آتا ہے اُس کے حق
مین یہہ دعوے ہوتا ہے کہ وُہ ازلی کلام ہے جو ابتدا مین خدا کے ساتھہ تھا اور خدا تھا
جس کے وسیلے سے سب چیزین موجود ہوئین اور جس کے بغیر کوئی چیز موجود نہ ہوئی یوحنا
۱ باب - وُہ اکثر اپنے واسطے ایسے دعوے کرتا ہے متی ۹ باب ۵ و ۶ - ۱۱ باب ۲۷
آیت ۱۸ - باب ۲۰ آیت ۲۶ باب ۶۴ آیت ۲۸ باب ۲۰ آیت - مرقس - باب
۹ و ۱۰ آیت لوقا ۵ باب ۲۳ و ۲۴ - آیت یوحنا ۵ باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۳ - آیت ۸ باب
۵۸ آیت ۹ باب ۳۶ و ۳۷ آیت ۱۰ باب ۱۵ و ۳۰ و ۳۸ آیت ۱۴ باب ۹ و ۱۳
و ۱۴ آیت ۱۵ باب ۲۳ آیت ۱۶ باب ۱۵ آیت ۱۷ باب - ۱۰ و ۱۴ آیت وُہ اس
دعوے کو ثابت کرتا ہے نہ صرف اپنے کلام سے بلکہ اُس قدرت اور اختیار سے بھی جسے اُسنے
موجودات پر ظاہر کیا وُہ آپ کو کل موجودات کا خداوند ثابت کر چکا اور اس طرح اُسنے اپنے جلال
کو ظاہر کیا اور اُس کے مُرید اُسپر ایمان لائے یوحنا ۲ باب خلقت مثل خادم اُسکی آواز سُن
کے اُسکی مرضی کو بجالاتی ہے وُہ پانی کو مے بناتا ہے اور ہوا اور لہرون پر حکم کرتا ہے اور وُہ اُسکی
مطیع ہوجاتی ہین میدان کے درخت اور سمندر کی مچھلیان اُسکی فرمان بردار ہین وُہ ہر طرح کی
بیماری کو شفا بخشتا ہے اندھون کو دیکھنے اور بہرون کو سُننے کی طاقت دیتا ہے اور مُردون
کو زندہ کرتا ہے جیسے بعض دل کی حرکت کے ساتھہ حرکت کرتی ہے ویسا ہی اُن تین برسون
مین کہ وُہ انجیل کی منادی کرتا رہا خلقت اُسکی فرمان بردار رہی اور جب وُہ مصلوب ہوا اور مُرا
اور دفن ہوا تب زندگی کا خداوند ہوکے قبر سے جی اُٹھا اور موت اور قبر کے اوپر اختیار
رکھتا تھا یہہ اُمور اتنے اور اسقدر معتبر گواہون سے ثابت ہوئے کہ سرکش دنیا اُنھین
قبول کرنے سے مجبور ہوئی اور اگرچہ آجتک اُنکا سخت امتحان ہو رہا ہے تاہم وُہ قایم ہین

اور اُنکی گواہی اِس سبب سے رد نہین کی گئی کہ وُہ غیر ممکن الرّد ہے -

اُمور مذکورہ اِس سبب سے پُرمعانی ہین کہ وُہ ہمپر ثابت کرتے ہین کہ جو خلقت کا خالق و مالک ہے وُہی انسان کا نجات دہندہ بھی ہے خُدا جسم مین ظاہر ہوا تاکہ دنیا کو اپنے ساتھہ مِلالے یعنی مسیح خُدا ہو کے اِس غرض سے انسان بنا کہ انسان کو اُسکی گنہگار اور پریشان حالت سے نکال کے اُسے الٰہی شرافت کی پاکیزگی اور سعادت مین داخل کرے اور غور کا مقام یہہ ہے کہ جو وُہ کرتا ہے انسان کی توبہ یا کفارہ یا کسی نیک اعمال کے سبب سے نہین کرتا بلکہ صرف اِس سبب سے کہ خُدا انسان سے مُحبّت رکھہ کے اُسے بچایا چاہتا ہے چنانچہ پاک کلام مین ہے کہ خُدا نے اپنی محبّت ہمپر یون ظاہر کی کہ جب ہم گناہ کرتے جاتے تھے یعنی بغیر اسکے کہ اپنی فرمان برداری سے اُسکے احسان کو حاصل کرین تب مسیح ہمارے واسطے مُوا اسمین نہ صرف خُدا کا اختیاری فضل ظاہر ہوتا ہے بلکہ جو شخص اسپر بغور لحاظ کریگا وہ معلوم کریگا کہ اِس کے سِوا خُدا کی مُحبّت کسی دوسری تدبیر سے ظاہر نہ ہو سکی صاف و روشن ہے کہ یہہ محبّت خلقت کے وسیلے سے ظاہر نہین ہوتی اِسکے ثبوت مین یہہ دلیل پیش ہوتی ہے کہ جتنے مذہب طبعی روشنی کی بُنیاد پر ڈالے گئے ہین اُنمین سے ایک بھی خدا کا فضل بیان نہین کر سکتا - سچ تو یون ہے کہ خلقت انسان کو یہہ پہچان نہین دے سکتی اِس وجہ سے کہ وُہ اُسکے پاس دینے کو ہے ہی نہین - وُہ واجب الوجود کو ظاہر کرتی ہے کاریگری اپنے کاریگر کو بتلاتی ہے کُل موجودات مین خُدا کی قُدرت اور حکمت کی قوی دلیلین ملتی ہین بلکہ زمین و آسمان اُنکی اِن صفتون کی نشانیون سے معمور ہین خلقت سے خُدا کی مہربانی ہمپر ظاہر ہوتی ہے اور ہر کہین یہہ دیکھتے ہین کہ انسان کی حاجتون کے رفع کرنے واسطے سامان طیار ہے بلکہ کوئی احتیاج نہین ہے جسکی حاجت روا چیز موجود نہین ہے پھر جب دنیا کی تاریخ کی کتابون کو دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ قادر مطلق خُدا ہے جو ایک کو پست کرتا اور دوسرے کو بلند کرتا ہے اور جو قومون کو بڑھاتا اور اُنہین پھر نیست کرتا ہے اور اسمین الٰہی راستی اور عدالت ظاہر ہوتی ہے

اور اِس سے انسان کی تمیز خدا کو راست اور حق جانتی ہے لیکن یہہ بات غور کے لائق ہے
کہ اِس سبب مین کوئی ایسا ثبوت نہین ملتا کہ خدا انسان سے محبت رکھتا ہے یا یہہ کہ وہ
گناہ کو معاف کر سکتا ہے اور معاف کریگا اُسکی نعمتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری خوشحالی
کا طالب ہے لیکن اُنمین اُسکی محبت ظاہر نہین ہوتی یہہ نعمتین صرف اُسکے نیک ارادہ سے
نکلتی ہین اور اُن کے دینے مین وہ کچھہ خرچ نہین کرتا اُسے صرف فرمانا چاہیئے اور وہ موجود
ہین لیکن محبت سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی بہتری کے واسطے اپنا کچھہ نقصان
کرے خدا کی نعمتین جو ہمین خلقت مین ملتی ہین وہ کیسی ہی بڑی ہون تو بھی اُسکی محبت کو ظاہر نہین
کرتین - جو اُسکی محبت خاص خاص کو دکھلانا اور ہمپر ثابت کرنا ہے وہ اُسکا آپ کو ہمارے
واسطے حوالے کرنا ہے جو نذر محبت کے رو سے دیجاتی ہے چاہیئے کہ دینے والا اُسے
بے دریغ دے محبت ایک مقدس اور قربانی آگ ہے جو صرف قربانگاہ پر جلتی ہے
اور جو شخص کما حقہ خدا کی محبت پر غور کریگا وہ سمجھیگا کہ قربانی کے بغیر وہ ظاہر نہین ہو سکتی
خدا کا مجسم ہونا یعنے عیسی مسیح کی صورت مین اُسکا ہمپر ظاہر ہونا یہہ ایک ایسی قربانی ہے جس سے
الٰہی فضل اور محبت اِس قدر ظاہر ہوتی ہے کہ نہ خلقت سے نہ کسی دوسرے طور سے
ظاہر ہو سکتی اور اگر وہ اِسطرح ظاہر نہوتی تو انسان کبھی اُسے نہ جان سکتا -

خدا کی یہہ محبت جو اس طرح ظاہر ہوتی ہے وہ انسان کو اپنی تحریک دینے کے
قابل ہے اور خدا کے جلال کی پہچان کا نور عیسی مسیح کے چہرے سے جہان کے واسطے
زندگی ہے کیونکہ جب کوئی شخص اسبات کو بخوبی سمجھتا ہے اور جب حقیقت مین دیکھتا ہے
کہ جو کام لوگ بطور بطالت اپنی قربانیون اور رسومات کے وسیلون سے کرنے کی کوشش
کر رہے ہین وہی کام خدا آپ ہی اپنے بیٹے کی صورت مین ظاہر ہو کے کر چکا ہے اور جب
وہ شخص معلوم کرتا ہے کہ جو خدا نے آدمیون کے واسطے کیا وہ اِس لیئے نہین کیا کہ آدمی
اُسکے لائق و مستحق تھے بلکہ برعکس اِس کے اِس سبب سے کہ وہ اُنسے محبت رکھتا تھا اور اِس

واسطے بہی اُسنے نہین کیا کہ وُہ اُن لوگونکا محتاج تھا بلکہ اِس وجہ سے کہ وُہ اسکے محتاج تھے
اور پہر اسواسطے اُسے نہین کیا کہ جو فرمان برداری اُسکی محبّت سے پیدا ہو اُسے فائدہ پہونچاے
بلکہ صرف اِس سبب سے کہ وُہ اُسکی لاہیان معمُوری سے معمور ہون اور جب وُہ دِل سے
اِس بات کو قبول کرتا ہے کہ خُدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان
لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے تب اِس محبّت مین ایسی طاقت ہوتی ہے کہ دلی خواہش
کو مغلُوب کرکے اُسمین محبّت پیدا کرتی ہے بلکہ ایسی محبّت پیدا کرتی جو تابع ہونے مین خوش
خُرّم رہتی ہے - ہرچند کسی نے خُدا کی شریعت کا مقابلہ کیا اور اُسکے مُطیع ہونے کا انکار کیا
ہو لیکن جب وُہ خُدا کے بیٹے کی محبّت سے مغلُوب ہوگا تو اُسکے قابو مین آئیگا کیا محبّت ہمیشہ اپنے
مِثل کی تلاش مین نہین ہے یہہ انسان کی محبّت کی بہی خاصیّت ہے اگر مین یقین رکہتا ہون
کہ آدمیون مین ایک ہے جو حقیقت مین مجہے پیار کرتا ہے اور اگرچہ پہلے مین نے اُس
آدمی سے نفرت کی ہو تو بہی اُسکی محبّت میرے دِل کو ملائم کرے گی اور مین اُس سے محبّت
کرونگا اسی طرح جب حقیقت مین جانتا ہون کہ خُدا مجہسے محبّت رکہتا ہے اور اِس محبّت کی وجہ سے
آپ کو عیسیٰ مسیح کی شکل مین میرے واسطے حوالے کردیا بلکہ ہان اگر مین خلقت مین اکیلا ہوتا
اور وُہ مجہے بچاتا تو محبّت مذکورہ سے زیادہ نہ دکہلاتا جب مین یہہ سب جانتا ہون تو اگرچہ اُسکے
اور اُسکی شریعت کے مخالف رہا ہون تاہم جب اِس محبّت کی شناخت مجہے ملے گی تب وُہ میرے
دِل مین ابدی زندگی کی جڑ رہے گی -

نقل ہے کہ کسی سنگ تراش نے مسیح کی شبیہہ کو سنگ مرمر سے تراشنا چاہا سنگ مرمر
کو طیار کرنے سے پیشتر اُسنے شبیہہ مٹی سے بنائی اور اپنا کام آزمانے کے واسطے اپنے چہوٹے
لڑکے کو کہلا بہیجا کہ وُہ اُسے دیکہہ کر کہے کہ کس کی شبیہہ ہے اُسپر کوئی تحریر نہ تہی اور نہ صلیب
نہ کانٹون کا تاج نہ کوئی ایسا نشان جو مسیح کی طرف اشارہ کرے لیکن نقاش نے ایسا باریک
اور مُتحفہ کام کرکے مسیح کی ایسی حقیقت دکہلائی تہی کہ لڑکے نے اُسپر نگاہ کرکے کہا کہ یہہ مسیح کی شبیہہ ہے

میری دانست مین اسی طرح لوگون کو چاہیے کہ ایسے دل سے جو روح القدس نے روشن کیا ہے
عیسیٰ مسیح اور اُسکے کام کی شبیہہ پر لحاظ کرین جو انجیل مین ظاہر ہوتی ہے اور تب الٰہی محبت کی
اس معرفت سے گی جو از خود اپنے کو سچ اور برحق ٹھہرائے گی اور دل کو وہ کیسا ہی خود
غرض ہو خدا کی محبت سے معمور کریگی حقیقتاً عیسیٰ مسیح کی زندگی مین وہ نور ہے جو آدمیون
کی زندگی ٹھہرتا ہے۔

پھر لحاظ کیجیے انسان کے بچانے کے واسطے کام الٰہی کی ضرورت ہے۔ یہہ بات
روشن ہے کہ سب لوگون مین دینی خیال پایا جاتا ہے۔ پلوٹارک مورخ مشہور کہتا ہے کہ اگر
کوئی شخص دنیا کی سیر کرے تو ایسے شہرون کو دیکھیگا جو دیوارون اور تماشاگاہون اور
سکولون اور ہنرون کے بغیر ہین لیکن کوئی شہر ایسا نہ دیکھیگا بلکہ کبھی کسی نے ایسا نہین دیکھا
جو ہیکل یا مذبح یا کسی طرح کی عبادت گاہ کے بغیر ہو یہہ بھی جائے غور ہے کہ اس خیال کے
ساتھہ اکثر اوقات یہہ سوچ شامل حال ہے کہ خدا نے کسی خاص طور سے آپ کو آدمیون پر ظاہر
کیا ہے اور اگر کوئی اُس سے ملنا چاہے تو چاہیے کہ اسی ظہور کے وسیلے سے میل کرے
یہہ سوچ اس قدر رایج اور قائم ہے کہ جن لوگون نے اسکے باطل کرنے کی کوشش کی ہے
اُنکی کوششین باطل ٹھہرین اور کبھی ایسا ہوا کہ کوشش کرنیوالے بھی اس سوچ کے قائل
ہوکے اُسکی حقیقت کے گواہ ٹھہرے انگلستان کے موحدون مین لارڈ ہربرٹ مشہور
معروف ہے اور وہ اپنے سوانحہ عمری مین بیان کرتا ہے کہ اُسنے ایک کتاب لکھی جسکا
منشا و مطلب یہہ تھا کہ ثابت کرے کہ خدا کی طرف سے وحی نہین ہے بلکہ ہو ہی نہین
سکتی اور تردد مین ہوا کہ کتاب مذکور کو جاری کرے کہ نہین۔ اپنے اس تردد کو دفع کرنے
کیواسطے اُسنے کھڑکی کھول کے قادر مطلق سے دعا مانگی کہ آسمان سے نشان دکھلا کے اس
مشکل کو حل کر وہ یہہ بھی بیان کرتا ہے کہ نشان دیکھا اور اُسے خدا کی طرف سے اظہار
سمجھہ کے اپنی کتاب کو جاری کیا جسمین وہ دلیل لایا کہ طبعی روشنی کے سوا خدا کی طرف سے

کوئی دوسرا اظہار پانا ناضرور بلکہ غیر ممکن بہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مذکور یون بیان کرکے اس بات سے ناواقف تہا کہ اُسکے کام وکلام مین بہت ناموافقت پڑی لیکن اِس بیان سے واضح وروشن ہے کہ یہہ سوچ کہ انسان کے واسطے الٰہی ظہور ضرور ہے بہت پائدار ہے اور یہہ کہ یہ ضرورت کسی نہ کسی طرحسے رفع ہوگی۔

لیکن تو بہی آپ لوگون مین سے اکثر ایسے لوگ مجہسے ملتے ہین جو یہہ سوال نہیں کرتے ہین کہ کیا ہم ازخود کافی روشنی نہین رکہتے اور توبہ کرنے کے سوا خدا کے پاس پہونچنے کے واسطے کیا کوئی دوسری چیز بہی چاہیئے آپ لوگ پوچہتے ہین کہ کتاب اور کفارہ دینیوالے کی کیا ضرورت ہے کیا ہم ازخود خدا کو ڈہونڈہ کے اُسے پا نہین سکتے بلکہ اُسکے پاس پہونچ بہی نہین سکتے۔ صاحبو ایسا سوال معقول اور غور کرنے کے لائق ہے لیکن اگر آپ لوگ اسپر بخوبی غور کرین گے تو معلوم کرین گے کہ خود سوال ہی مین جواب ملتا ہے کیونکہ ہم کون ہین اور خدا کون اور محدود کیونکر بیحد کو پا سکتا ہے یا ہم اُسکے پاس کیونکر پہونچ سکتے ہین۔ سچ تو یہہ ہے کہ صرف خدا سے آگاہ ہوکے ہم اپنی خود آگاہی کو حاصل کرتے ہین جو ناکامل اور ناتمام ہین وہ خود اظہار کرنے کے قابل نہین ہین۔ جو ناکامل ہے وہ کامل کے مقابلہ مین ناکامل ٹہرتا ہے جیسا کہ بدصورتی اور جہوٹہ اور بدی کے واسطے کوئی انداز نہین ہے اور وہ فقط خوبصورتی اور سچائی اور نیکی کے ساتہہ مقابل ہوکے ظاہر ہوتی ہین ویسا ہی جو محدود ہے وہ آپ کو ظاہر نہین کرسکتا اور صرف بیحد کے روبرو ظاہر ہوتا ہے اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جبتک خدا ہمکو اپنی حضوری کی روشنی مین ہمپر ظاہر نہ کرے تب تک ہم اُسکی پہچان حاصل نہین کرسکتے۔

ہندو لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ ہماری خود آگاہی اِس سبب سے کہ وہ آپ کو اور اور خدا کو اور جانتی ہے یعنی اپنے کو خدا سے جدا کرتی ہے پس وہ گناہ کا جوہر ہے لیکن اگر صرف خدا کے آگاہ ہونے سے ہمکو خود آگاہی ملتی ہے تو وہ یہان سچ نہین ہوسکتا خود ہماری

شخصیت ہماری خود آگاہی پر منحصر ہے اور اگر اُسکو گناہ کہین تو سب خلاء قانون کو مٹا دین گے
بلکہ خود حق ہی کو جھوٹہ کرین گے گناہ جو ہمنے کیا وہ یہ نہین ہے کہ اپنے کو اور اور خدا کو
اور جان کے ہم خود آگاہ ہین لیکن گناہ یہ کہ خود آگاہی پا کے آپ کو گویا خدا کے مثل ٹھہراتے
ہین حقیقت تو یون ہے کہ ہمنے خدا کی مرضی کا پورا ہونا اپنی زندگی کی غرض ٹھہرایا اور محبت
کے نہین بلکہ خود غرضی کے تابع ہوئے اور یہ ہماری رسوائی اور خطا اور موت کی جڑ ہے
خدا نے تو ہمکو ایسا نہین بنایا بلکہ ہم خود اپنی گنہگار حالت کے بانی ہین خود آگاہی خدا کی بخشش
ہے اور اُسکا یہ منشا اور مطلب ہے کہ اُسکے ساتہہ ہم پاکیزگی اور سعادت اور حیات ابدی حاصل
کرین ہمارا قصور یہ نہین ہے کہ ہم خود آگاہ ہین بلکہ یہ کہ خود مطلبے اور خود غرض ہین اور
اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم قصد مصمم کرتے ہین کہ خدا کی مرضی بجالانے کی بہ نسبت ہم اپنی
مرضی کو زیادہ بجالائین گے اِسکو گناہ نہ کہنا چاہیئے کہ ہماری قوتین محدود ہین کیونکہ خدا ہی
نے ہمین ایسا پیدا کیا اور وہ ہماری اِس حالت محدود کا بانی ہے ہم اِسکو گناہ جانین کہ
جو قوتین خدا نے ہمکو دین اُنہین ہم خدا کی مرضی کے مطابق نہین بلکہ اپنی مرضی کے مطابق
عمل مین لاتے ہین اُسکو گناہ جان کے اُسکی نسبت ہمارے دل ہمین الزام دیتے ہین اور
اِسی گناہ کو ملزم ہونے کے لائق جانتے ہین جب کوئی نقصان جو کسی دوسرے کے کرانے
سے ہو ہمکو صدمہ پہونچائے اور پہر جب ہم اپنا نقصان کرتے ہین تو ان دونون کی تکلیف
مین بڑا فرق ہوتا ہے بدی پانے اور بدی کرنے مین یعنی اُس زیان کی نسبت جو کوئی دوسرا
ہمین پہونچائے افسوس کرنا اور اُسکی نسبت بہی جو خود ہم کرین پشیمان ہونا اِن دونون مین
کیسا تفاوت ہے خدا کے سوا اپنے کو اپنی زندگی کی غرض ٹھہرانا اور محبت کے سوا خود غرضی
کو زندگی کا منشا جاننا یہ حماقت کا کام ہے اور دانشمند لوگ اُسکی نامعقولیت کو قبول کرینگے
اور جب کوئی شخص اسکا قائل ہو کہ ٹہیک یہی ہماری حالت نادانی ہے تو بیشک اپنی سمجہہ مین آپ
رسوا ہوگا لیکن جو بات نامعقول ہے وہ صرف کامل معقولیت کے مقابلے مین جانی جاتی ہے

کیونکہ ناقص کون کے اندازسے پیمایش ہوکے ناقص ٹھہرتا ہے اوپر بیان ہوچکا ہے کہ
خدا کے خود اظہار کی روشنی مین ہماری خودآگاہی ہمپر ظاہر ہوتی ہے اور اسی طرح اسکی کامل
پاکیزگی کے واقف ہوجانے سے ہم اپنی گنہگار حالت سے واقف ہوجاتے ہین اس سے
یہہ مراد ہے کہ خدا کی پاکیزگی سے واقف ہوکے ہم دیکھتے ہین کہ گناہ اسکی مرضی کے مخالف ہے
اور جس قدر ہم خدا کی شناخت کو حاصل کرتے ہین اسیقدر جانین گے کہ وہ گناہ سے نفرت
رکھتا ہے اور اسیقدر ہم بھی گناہ سے نفرت رکھین گے اپنی اصلی اور ذاتی خودآگاہی کی روشنی
مین ہم دیکھتے ہین کہ خدا کو پیار کرنا ہمپر فرض ہے بلکہ عقل اور سچائی دونون قبول کرین گی
کہ ایسا کرنا بجائے خدا کے پیار کرنے سے ہمین بڑی نعمتین اور برکتین ملتی ہین بلکہ اسکے سوا کسی
دوسری طرح سے برکتین حاصل نہین ہوسکتین اسکی طرف سے پھرنا اور آپ کو اپنی زندگی کا مرکز
اور غرض ٹھہرانا یہہ زندگی سے پھرنا اور موت کو اختیار کرنا ہے خودغرضی کو اگرچہ ہم پسند کرتے
ہین۔ لیکن حقیقت مین وہ ہماری ہلاکت کا باعث ہے اور سمجھنا چاہیئے کہ یہہ کوئی بلاوجہ
تجویز نہین ہے بلکہ برعکس اس کے وہ حق ازلی کی روشنی مین ہمپر ظاہر ہوتی ہے اس روشنی
مین ہم دیکھتے ہین کہ معقول اور حق نتیجہ ہے کہ خودغرضی ہر ایک امید کو باطل اور سب خوشی
کو نیست و نابود کرتی ہے چونکہ زندگی صرف محبت سے صادر ہوتی ہے پس نتیجہ یہہ نکلتا ہے
کہ جو آدمی خودغرض ہے وہ گویا خودکشی کرتا ہے یہہ سچ ہے کہ امر مذکور خدا کا مقرر کیا
ہوا ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ اسنے اسے اس لیئے مقرر کیا کہ وہ معقول اور حق ازلی کے
لائق ہے جو کچھہ معقول ہے وہ اسکی مرضی کے مطابق ہے۔ یہہ معقول ہے کہ انسان خدا
سے محبت رکھے اور اسکو سجدہ کرے کہ اسکا حق ہے کہ ہمارا خداوند ہو وہ کل عالم کا بادشاہ
ہے۔ جو شریعت ہمنے عدول کی اور جو شریعت محبت ہے وہ دونون الٰہی ہین۔ اس عدول
کرنے سے جو نتائج نکلتے ہین وہ سب کے سب خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے ہین۔ الٰہی
فتوی یہہ ہے جسمین الٰہی حکمت اور راستی ظاہر ہوتی ہے کہ خودغرضی جو ہمارا حضور ہے

وُہ باعث لعنت ہوگی بلکہ ایسی لعنت ہوگی کہ اُسمین آفت وہلاک شامل حال ہے جب اِس امر پر بخوبی غور کرتے ہین تو وُہ بڑا خوفناک معلوم ہوتا ہے الٰہی حکمت نہین بدلتی الٰہی راستی ازلی وابدی ہے تو کیا گناہ کی لعنت دور ودفع نہین ہوسکتی کیا موت وہلاکت جو گُناہ کے نتیجے ہین ابدی ہُون گے۔

اِس سوال کی بہ نسبت کسی دُوسرے نے انسان کے دل مین زیادہ سوچ اور فکر نہین پیدا کیا اور کسی سوال کے جواب سے زیادہ پریشانی نہین نکلی جو نور خلقت مین چمکتا ہے اور جو طبعی روشنی انسان کے دِل مین پائی جاتی ہے وُہ دونون اِس قابل نہین ہین کہ سوال مذکور کے واسطے ایسا جواب پیش کرین جو دل کو چین اور آرام بخشے خلقت سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت عذر نہین سُنتی اور ہر ایک قصور بدلا پائیگا عالم موجودات مین جب کبھی شریعت کا عدُول ہوتا ہے تب سزا ضرور ملتی ہے اور کوئی حکمت یا محنت یا رفع شر یا ریا اِس قابل نہین ہین کہ سزا کو روکین سزا دلانے سے تنکتہ شریعت اپنی بزرگی کو ثابت اور اپنی قدرت کو ظاہر کرتی ہے چنانچہ سوال معقول یہہ ہے کہ جب خلقت مین ایسا حال ہوتا ہے تو روحانی باتون کی نسبت بہی ایسا کیون نہوگا کیا اسکے خلاف خلقت ہمین کوئی دوسری تعلیم دیتی ہے

پہر طبعی روشنی کی طرف متوجہ ہونے سے وُہی بات ہمین ملتی ہے اِس روشنی سے ہم جانتے ہین کہ جبتک ہمنے کوئی سبب نہ بتلایا ہو جو خُدائے صادق کو مقبول ومنظور ہو تب تک اُسکی پاک شریعت کے فتوے سے جسے ہمنے عدُول کیا ہے ہمارے واسطے بچاؤ نہین ہے لیکن کہو تو سہی کہ ہم کیا سبب بتائین فرض کیا کہ گذشتہ گناہون سے توبہ کرین اور آیندہ کو فرمان بردار رہین مگر اس طرحسے عادل خُدا ہمین کسطرح بے گناہ ٹہرا سکتا اور مُعاف کرسکتا ہے کیا یہہ بات معقول ہے کہ وُہ گنہگار کے کسی عمل کے سبب سے گناہ کو مُعاف کرے کیا ہمین کچھہ ایسی اصلی شناخت ہے جس سے ہم جانتے یا گمان کرسکتے ہین کہ وُہ

ایسا کریگا۔ حقیقت تو یون ہے کہ اگر کوئی سبب ہے کہ خدا گناہ کو معاف کریگا تو یہہ سبب خود
اُسی مین پایا جاتا ہے چاہیئے کہ جو وجہ اُسپر اثر کرے وُہ اُسکا خود ارادہ ہو اور بس اسی سے یہہ
نتیجہ نکلتا ہے کہ جب وُہ ہم مین سے کسی کو معاف کرتا ہے تو یہہ ہماری توبہ اور نیک اعمال کے
سبب سے نہین ہے بلکہ برعکس اِس کے صرف اِس سبب سے ہے کہ وُہ ایسا کرنا اپنے
لائق جانتا ہے لیکن کون ہمین بتائیگا کہ وُہ ایسا کرنا اپنے لایق جانتا ہے وُہ خود بتا چکا کہ
گناہ سزا کے لائق ہے ہماری تمیز جو اپنی اصلی حالت مین گویا اُسکی پاکیزگی کا عکس سمجھی جائے
اسپر گواہی دیتی ہے پس جب ہم اپنی نذرین یعنی توبہ اور دُعائین اور فرمان برداری کے ارادے
وغیرہ خدا کے پاس لاتے ہین تو ہمین کس طرح سے ثابت ہو کہ وُہ اُنہین منظور کرکے ہمسے کہیگا
کہ سلامت جاؤ یقین ہے کہ وُہ اپنے عدل کے خلاف کچھہ نہ کریگا وُہ ازل سے راست باز
ہے اور ابد تک ایسا ہی رہیگا لیکن جب سزا کی راستی ایسی صاف و روشن ہے تو معافی کی راستی
کیونکر ظاہر ہوگی اور کیونکر ممکن ہے کہ خدا راست رہے اور گنہگار کو راست ٹھہرائے۔

جو شخص نور طبعی کی روشنی مین اِس بات پر غور کریگا وُہ معلوم کریگا کہ جیسا خلقت مین شریعت
کا عدول کرنے والا سزا پاتا ہے ویسا ہی روحانی باتون مین بھی جو شخص گناہ کرتا ہے اُسے
گناہ کی سزا یعنے موت حاصل ہوگی اب واضح ہے کہ یہہ نامعقول اور اِسی سبب سے ناممکن بات
ہے کہ خدا بغیر کسی کامل وجہ کے سزا کو معافی سے بدل ڈالے اگر ایسی تبدیل ہو تو چاہیئے
کہ اُسکا کوئی سبب ہو جو خدا کو منظور و مقبول ہو اور ہم غور کر چکے کہ ایسا سبب خود اُسکا ارادہ ہے
اور اس کے سوا کہین کوئی دوسرا نہ ملیگا۔ اگر وُہ کسی کو معاف کرے تو چاہیئے کہ صرف اپنی ہی
مرضی اور اپنی بے انتہا عظمت کے سبب سے یہہ کرے لیکن صریح ہے کہ اُسکا گنہگار کو سزا دینا
اُسکی بے انتہا عظمت سے صادر ہوتا ہے اور اپنی مرضی سے سزا دیتا ہے یعنی اِس لیئے کہ وُہ
امانت دار رہتا ہے وُہ آپ اپنا انکار نہین کرسکتا وُہ راست خداوند ہے اور اِس سبب سے راستی کو چاہتا
اور بدی سے نفرت رکھتا ہے پس اِس بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ ہمیشہ خدا اپنے

بات ظاہر کی کہ گنہگار کو سزا دینے کی بنیاد اُسکی راستی اور عدالت پر ڈالی جاتی ہے لہذا بغیر اس کے
کہ وہ کسی خاص صورت مین اپنے کو ظاہر کرے ہم معافی کی پہچان کو حاصل نہین کر سکتے وہ
البتہ یہہ اظہار ہر ایک کے دل پر روحانی طور سے ظاہر کر سکتا ہے جیسا مثلاً پو پھٹنے کے وقت
آفتاب کے طلوع ہونے سے پیشتر وہ آفتاب کی روشنی کو ظاہر کرتا ہے لیکن اس غرض سے کہ
یہہ اظہار صاف و صریح اور شک سے مبرا ہو چاہیئے کہ بطور محسوسات ہمپر ظاہر ہو جب ایسا ہوگا
تو ذی عقل اور کم عقل بلکہ سب لوگ اُسے پہچانین گے۔

پہر اگر خدا ہمپر معافی کی تدبیر ظاہر کرے تو چاہیئے کہ وہ تدبیر نہ صرف اُسکے بلکہ ہمارے
نزدیک بہی معقول و پسندیدہ ہو ورنہ اُسے قبول نہ کرینگے اور چونکہ الٰہی مرضی کے نزدیک معافی
کا جو سبب منظور و مقبول ہے وہ خود الٰہی مرضی ہے لہذا اگر معافی کی تدبیر انسان پر ظاہر ہو
تو چاہیئے کہ سمجہین کہ وہ انسان کی طرف سے نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے نکلتی ہے چاہیئے
کہ وہ سر بسر انعام الٰہی ہو اُسے کسی فانی یا انسانی بات پر موقوف کرنا نامعقول ہے چونکہ گناہ کو
سزا دینا الٰہی تجویز ہے پس جبتک ہم یہہ نہین دیکہتے کہ معافی کا سبب بہی الٰہی ہے تب تک اُسے
ممکن جاننا خدا کو حقیر جاننا ہے اور یہہ انسان کے لیئے بہی ترسانے کی بات ہے خواہ معافی کا
حاصل ہونا ممکن ہو کہ نہین یہہ تو اظہر من الشمس ہے کہ وہ توبہ کرنے سے حاصل نہین ہو سکتی
اور اگر کوئی سمجہے کہ وہ نیک اعمال یا ثواب سے حاصل ہوگی تو اُسکی اُمید باطل ہے۔

ہم لحاظ کر چکے کہ معافی کا سبب خدا ہی مین ہونا چاہیئے اور اگر اُسمین ہو تو چاہیئے
کہ اُسکے سزا دینے کے استحقاق کے خلاف نہو لیکن یہہ بات کہ خدا معاف کرے اور تو بہی اپنی
سزا دینے کے حق کو نہ چہوڑے انسان کو غیر ممکن الفہم معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک دوسرے
کے خلاف معلوم ہوتی ہے خدا گنہگار کو کیونکر معاف کر سکتا ہے سوا اسکے کہ وہ سزا دینے
کا اپنا حق چہوڑے اور وہ کیونکر یہہ حق چہوڑے جو ازلی اور الٰہی ہے سوا اسکے کہ اپنی الوہیت
کو چہوڑے سب سوالون مین بڑا سوال یہی ہے انسان اپنی پریشانی کی حالت مین اُسکا جواب

ڈہونڈہ رہے ہین لیکن اِس وجہ سے کہ خلقی اور ذاتی روشنی سے ڈہونڈہا اُنہون نے نا اُمیدی کے سوا اَور کچہہ نہین پایا جو لوگ اِس بات کے فکرمند نہین ہین وُہ توبہ اور نذرین گذرانے اور متفرق رُسومات کے وسیلے سے ایک جُمعوٹھا چین اور آرام اگر حاصل کرین تو کرین لیکن جنہون نے اِس بات پر بخوبی غور کیا ہی اُنہون نے جان لیا کہ انسان اپنی نجات کو حاصل نہین کر سکتا اور اکثر لوگ یہہ جان کر اور نورِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر گہری اور خوفناک تاریکی مین مُبتلا ہین۔

لیکن جو بات انسان کے نزدیک غیر ممکن ہے وُہ خُدا کو سہل ہی فعل فداکاری† جو عیسائی مذہب کی بنیاد ہے اُس سے یہہ مشکل کہ راست خُدا گناہ کو کیونکر معاف کر سکتا ہے رفع ہوتی ہے کیونکہ اُسمین یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خدا آپ ہی کفارہ ہو کے انسان کو گناہ کے کُل نتایج سے رہائی دیتا ہے ۲ قرنتی ۵ باب ۲۱ - عبرانی ۹ باب ۲۶ - ۱۳ باب ۱۱ و ۱۴ - اوّل پطرس ۲ باب ۲۴ - ۳ باب ۱۸ -

خُدا کے کلام کے اِس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مسیح پر ایمان لاتا وُہ گناہ سے چہٹ کے سزا سے رہائی پاتا ہے لیکن خُدا بغیر واجب سبب کے اُسے رہائی نہین دیتا اور رہائی دینے کا سبب یہہ ہے کہ خود اُسنے ظاہر ہو کے آپ کو اپنے لوگون کی جگہہ حوالہ کر دیا اور یہہ ایماندار کی نجات کا کافی و وافی سبب ہے ازلی و ابدی کلام جو ابتدا مین خدا کے ساتہہ تہا اور خُدا تہا وُہ مجسّم ہو کے اِنسان کے درمیان مین رہا اُسنے اُس ذات کو جو گناہ آلودہ ہوئی اختیار کیا وُہ حقیقی انسان ہوا اور اُسمین اِنسانی ذات کی اصلی خاصیتین اور فضیلتین ظاہر ہوئین اُسنے آدمیون کے درمیان مین سکونت کر کے اپنی پاک روش اور طریقہ سے اُنکی بدی اور بُرائی کو ظاہر کیا لیکن وُہ خُدا اور انسان دونون تہا حقیقی خُدا اور حقیقی اِنسان اُلوہیت کا سارا کمال اُسمین مجسّم ہو رہا جو اُسنے کیا سو اپنے ہی اختیار سے کیا چنانچہ اُسنے اپنی زندگی کے حق مین کہا کہ کوئی شخص اُسے مجہسے نہین لیتا پر مین اُسے آپ سے دیتا ہون میرا

حاشیہ † یعنے مسیح کی قربانی ۱۲

اختیار ہے کہ اُسے پھیر لوں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ عیسیٰ مسیح جو مثل ہم لوگوں کے انسان اور ہماری ہڈیوں میں سے ہڈی اور ہمارے جسم میں سے جسم تھا وہ سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے اور سب چیزوں کا خالق و مالک وہی ہے پس اُسکی فرمان برداری الٰہی فرمان برداری تھی جو کامل شریعت کا تابع ہوا خدائے تعالےٰ قادر مطلق تھا حکومت کرنا اُسکا حق تھا مناسب و روا تھا کہ وہ اپنی کل مخلوقات میں شریعت دینے والا اور خداوند ہو تمام موجودات کا کمال اور خوش وقتی اُسکے کمال پر منحصر تھی روشن ہے کہ جب وہ شریعت کا مطیع ہوا تو ہر چند اُسکی فرمان برداری انسانی ہوئی لیکن اُسکی قدر حد سے زیادہ تھی اُسمیں الٰہی مقصد اور قدر و جلال تھا چنانچہ اُسمیں ایسی فضیلت ہے جو صرف انسانی فرمان برداری میں نہیں ہے عیسیٰ مسیح کا ہمارے گناہوں کے کفارے میں آپ کو حوالہ کرنا ہمپر الٰہی نذر و الٰہی قربانی کا مظہر ہے اور جب خدا کا بیٹا عدل کے سب دعووں کو ادا کرکے مستحق ہوا تو وہ عدل سے اِس دعوے کا مستحق ہوا کہ گناہ معاف ہو اور کیا عدل اُسکے اس دعوے کو قبول نہ کریگا۔ البتہ کریگا۔ اور اس سبب سے کہ عیسیٰ گناہ گاروں کے واسطے کفارہ ہوکے فرمان بردار ہوا۔ بلکہ موت تک فرمان بردار رہا پس خدا اُسی راست رہے اور اُسے جو عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے راستباز ٹھہرائے جیسا وہ اپنی طرف سے سزا دیتا ہے ویسا ہی اپنی مرضی سے معاف بھی کرتا ہے اپنی حکمت اور دانائی کے غیر مفہوم بھید اور اپنی محبت کی لاانتہا کفایت سے اُسنے ہمپر فضل اور عدالت کی الٰہی مطابقت ظاہر کی جسمیں مہربانی اور راستبازی مل گئی ہیں صداقت اور سلامتی بوس و کنار کر چکی ہیں۔

آپ لوگ اِن سب باتوں کی دلیلیں طلب کرینگے اور یہ طلب کرنا بجا ہے مگر دلیل پیش کرنے سے پیشتر میں آپ کو یاد دلایا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تدبیر صحیح اور برحق ٹھہرے تو وہ نہ صرف نجات کی کامل تدبیر ٹھہرے گی بلکہ یہ بھی ثابت ہوگا کہ اُسکے سوا کبھی کوئی دوسری تدبیر جو کامل اور کارگر ہو مقرر نہیں ہوئی جتنے اور مذہب ہیں اگر آپ اُنہیں دریافت

کرینگے تو معلوم کرینگے کہ معافی اور نجات کا سبب جو وہ بتلاتے ہین وہ صرف انسانی ہین
اور الٰہی تاثیر نہین رکھتے الٰہی توفیق حاصل کرنے کے واسطے وہ آدمیون کے ثواب پیش کرتے
ہین اور بس اور اگر کبھی یہ سکھلاتے ہین کہ خالق مجسم ہو کے دنیا مین ظاہر ہوا جیسا آپ لوگون
مین سے جو لوگ ہندو مذہب کو مانتے ہین کئی ایک اوتار ٹھہراتے ہین لیکن یہ اوتار اس غرض
سے ظاہر نہین ہوئے کہ اُن کے وسیلے سے معافی ملے عیسائی مذہب کے سوا اور سب
مذہبون مین جو بات اُمید کا باعث ہے وہ یا تو یہ قربانیان یا آدمیون کے نیک اعمال
ہین لیکن کیا ایسی چیزون کی خاطر سے خدا اپنے بندے کے گناہ کو معاف کریگا لاانتہا راستی
کے نزدیک ایسے اعمال کیا قدر رکھتے ہین کیا انہین کفارہ ہونے پر فرض نہین ہے اور جب
کی جاوین تو اُن کے کرنے سے کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص گناہ کرے وہ معاف
کیا جائے اسے دوستو سچ تو یہ ہے کہ اُن مذہبون مین سے ایک بھی ایسا نہین ہے
کہ جب اُسکی تفتیش ہو تو اچھا اور کارگر نکلے اور اُن کے ماننے والون مین سے اگر کوئی اُنکی
تحقیقات کرے تو اُسے معلوم ہوگا کہ میرا ایمان بے بنیاد ہے لیکن خواہ دین عیسوی سچ
اور برحق نکلے یا نہین آپ لوگ اقرار کرینگے کہ نجات کی تدبیر جو اسمین پیش کی جاتی ہے
وہ سچے دین کے لائق ہے کیونکہ گنہگار کے معاف کرنے کا جو سبب بتایا جاتا ہے
وہ کامل راستی کے مطابق ہے اس دین مین عدل کے سب دعوے پورے ہوتے
ہین اور انسان کی سب حاجتین رفع ہوتی ہین اور دنیا کے کل مذہبون مین سے اسکے سوا
کوئی دوسرا نہین جو ان دونون باتون کی نسبت ناقص نہین ٹھہرتا۔

اس امر کی نسبت کہ عیسائی مذہب سچ اور برحق ہے مین ایک قوی دلیل پیش کرتا ہون
عیسیٰ مسیح کا جی اُٹھنا اُسکی تعلیم کی سچائی اور اُسکی موت کی قطعی دلیل ہے وہ گنہگارون
کو بچانے آیا چنانچہ اُسنے خود کہا کہ ابن آدم آیا ہے کہ کھوئے ہوئے کو ڈھونڈے اور
بچائے۔ لوقا ۱۹ باب ۱۰۔ اُسنے یہ بھی بیان کیا کہ اپنی زندگی بہتیرون کے لیئے فدیہ مین دیتا ہون

متی ۲۰ باب ۲۸ - اُسنے اپنے مُریدون کو سکہلایا کہ اُسکا لہو بہتون کے گناہون کی معافی
کے لیئے بہایا جائیگا متی ۲۶ باب ۲۸ اُسنے دعوے کیا کہ صرف اُسیکو زمین پر گناہ معاف
کرنے کا اختیار ہے اور سب لوگ اقرار کرین گے کہ یہہ اختیار فقط خدا کو ہے لوقا ۵ باب
۲۰ سے ۲۶ تک اُسنے بار بار کہا کہ صرف اُسی کے وسیلے سے ابدی زندگی آدمیون کو حاصل
ہو سکتی ہے یوحنا ۳ باب ۱۴ سے ۱۸ تک ۵ باب ۲۱ سے ۲۴ تک ۶ باب ۴۰ سے ۴۷
تک اُس کے جی اُٹہنے سے یہہ دعوے ثابت کئے گئے اور ہر زمانہ اور ہر اقلیم کے لوگون کے
واسطے مضبوط و صحیح ٹہرتے ہین اگر اپنے دعوون کے مطابق حقیقت مین وُہ صلیب پر مرا
اور دفن ہوا اور قبر سے جی اُٹہا تو یہہ اُس کے کام پر ایک الٰہی مہر ہے جو ثابت کرتی ہے
کہ اُسکا کام خدا کے نزدیک کافی تہا اور وُہ ایک بڑی خوشخبری ہے جو سب لوگون کے واسطے
ہے عیسائی عقیدے کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے مسیح کی تعلیم پر معانی اور اُسکے معجزے
بڑے اور اُسکی روش پاک اور اُسکی موت عمدہ تہی لیکن اُسکے جی اُٹہنے کے بغیر سب گواہی
کہ وُہ دُنیا کا بچانیوالا اور زندگی ہے جسکے طفیل سے گناہ کی معافی حاصل ہو سکتی ہے باطل
اور ناکام ٹہرتی ہے اُسکی رسالت کا ثبوت اسی بات پر منحصر ہے یہہ عیسائی ایمان کا مرکزی
اور بنیادی عقیدہ ہے جسکے بغیر ایسا ایمان نہین ہو سکتا ہے چنانچہ پولوس رسول کہتا ہے
کہ اگر مسیح نہین جی اُٹہا تو ہماری منادی عبث ہے پہلا قرنتی ۱۵ باب صاحبو اگر یہہ بات کہ مسیح
جی اُٹہا سچ نہین ہے تو مین اپنی سب محنت و کوشش سے ہاتہ دہوؤنگا اور پہر یہہ نہ کہونگا کہ
آپ لوگ اُسے خدا و منجات دہندہ جان کر اُسکو قبول کرین لیکن اگر یہہ سچ ہے تو عیسائی
مذہب آپکے قابل ہونے کی آرزومندانہ خواہش نہین رکہتا بلکہ حاکمانہ طور آپکے مطیع ہونے
کا دعوی کرتا ہے اور یہہ بتاتا ہے کہ اگر لوگ خوشی سے مطیع نہ ہونگے تو مسیح اُنہین جبراً
مطیع کریگا -

امر مذکور یعنے مسیح کے جی اُٹہنے کے حق مین تاریخی گواہی قطعی اور قوی ہے جو

شخص اُسپر لحاظ نہ کرکے اگر غور کا شروع کرے تو وُہ اُسکے صحیح ہونے پر تعجب کریگا مسیح کے شاگرد ایسے امر کا انتظار نہ کرتے تھے اپنی موت اور جی اُٹھنے کی جو باتین مسیح نے اُن سے کہین وُہ اُنہین اچھی طرح سے نہ سمجھے وُہ مثل اور یہودیون کے یہہ مانتے تھے کہ مسیح جب آئیگا تو دنیاوی شاہزادہ ہوکے سلطنت داؤد کو بحال کریگا - اور بس وُہ اُسکی موت اور خاص کرکے جی اُٹھنے مین متردد تھے جب پہلے سُنا کہ وُہ جی اُٹھا ہے تو یہہ خبر اُنہین مثل قصۂ کہانی کے معلوم ہوئی اور اُنہون نے اُسے قبول نہ کیا لوقا ۲۴ باب ۱۱ - اُسکے اُنپر ظاہر ہونے کے بعد بھی جب وُہ اکٹھے ہوکر اُسکے جی اُٹھنے کی خبر اپنے ایک رفیق کو سُنا چکے تو وُہ رفیق اسقدر منکر ہوا کہ کہا کہ جبتک کہ مین اُسکے ہاتھون مین میخون کے نشان نہ دیکھون اور میخون کے نشانون مین اپنی اُنگلی نہ ڈالون اور اپنے ہاتھ کو اُسکی پسلی پر نہ رکھون کبھی یقین نہ کرونگا - یوحنا ۲۰ باب ۲۵ شاگردون کے ایسے شک و شبہے ہمارے واسطے عبرت آمیز و پُرمعانی ہین کیونکہ وُہ ہمارے شک و شبہہ کو رفع کرتے ہین اور ہمپر ظاہر کرتے ہین کہ جو امر ہمارے ایمان کا دعوی کرتا ہے وُہ اُسوقت اور اُن لوگون سے جو اِس تحقیقات کے قابل تھے بخوبی تحقیق کیا گیا -

باوجود اِس کے کہ شاگرد پہلی مرتبہ بہت شک لائے تو بھی آخرکار وُہ سب قایل ہوئے اُنہون نے اپنے خداوند کے جی اُٹھنے پر اسقدر قوی ثبوت حاصل کیا کہ اُن کے کُل شک و شبہے دُور و رفع ہوئے - اور بعد ازان اُنکے خیال اور سوچ مین مسیح کی نسبت اور اُن کے سب طور طریق مین بڑی تبدیلی آئی اگرچہ وُہ تھوڑے لوگ تھے اور اُسکی موت کے سبب سے حیران و پریشان ہوئے تاہم اُن چالیس دنون مین جو اُسکے جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کے درمیان مین واقع ہوئے اُن کی اُمید اور طاقت اسقدر بڑھ گئی کہ اُنہون نے ہمت باندھ کے اور دُنیا کا سامنا کرکے اُس سے دعوے کیا کہ وُہ اُن کے خداوند کے مطیع ہو اب اُنہون نے اُسکی سلطنت کا مطلب و منشا سمجھا اُنہون نے اُسکے کفارہ کی کمالیت و قدرت و جلال کو دیکھا اور توبہ اور گناہ کی معافی کی منادی کی جو اُس کے نام سے ہوتی ہے اُن کے خیال اور چال مین جو

تبدیل آئی وہ اُسی مسیح کے جی اُٹھنے کی گواہی پر عاید کرتے ہین اور گو یہہ گواہی پاکے وہ مسیح کو دنیا کا بچانے والا جانکے اُسکی منادی کرتے رہتے ہین - اعمال ۲ باب ۴۲ سے ۳۲ تک ۳ باب اور ۴ باب ۸ سے ۱۳ تک اور ۱۰ اور ۱۳ باب رومیون ۱۰ باب ۹ پہلا قرنتی ۱۵ باب ۵ سے ۲۰ تک پہلا پطرس ۱ باب ۲۱ -

یہہ بات کہ اِس امر مین شاگردون نے دہوکہا کہایا بے اعتبار اور غیر ممکن الفہم ہے وہ مسیح کو خوب پہچانتے تہے - اور اگر یہہ گمان ہو کہ کوئی شخص اُنہین فریب دیا چاہتا تو ممکن نہین کہ وہ فریب کہاتے اگر اوسکا جی اُٹہنا اسقدر یقینی نہوتا کہ شک سے مبرا ہو تو کیون گواہی دیتے کہ اُسکی موت کے بعد اُنہون نے اوسکا زندہ بدن دیکہا اور چہوا اور اُسکی آواز سُنی اور یہہ کہ اُسنے اُنکے سامنے کہایا تاکہ وہ معلوم کرین کہ جو ظاہر ہے وہ حقیقی انسان ہے اور یہہ بہی کہ وہ بار بار لوگون پر ظاہر ہوا ہم لحاظ کر چکے کہ اُنہین اسباب کی نسبت گواہی دینی آسان بات نہین تہی اور اگر اُنہون نے اُن باتونکو جو بتاتے رہے حقیقتاً مان لیا تو صرف اِس سبب سے مان لیا کہ وہ باتین حقیقی تہین اور جو خیالی نہین تہین -

اظہر من الشمس ہے کہ اُنہون نے دہوکہا نہین کہایا لیکن کیا لوگون کو دہوکہ دینے کی کوشش بھی نہین کی یہہ بہی بے اعتبار ہے اگر ایسا کیا تو کس وجہہ سے کیا اسمین فتحیاب ہونے کی کیا امید تہی کیا وہ قبر جسمین عیسے کی لاش رکہی گئی کیا مُہر نکی گئی اور رومی پہرہ والون نے اُسکی خبرداری نکی اور اگر وہ نہین جی اُٹہا تو کیا معلوم نہوتا کہ نہین جی اُٹہا اگر یہہ ماجرا غیر قابل اعتراض نہوتا تو کیا یہودی جو اُسکی موت کی گہات مین تہے اور رومی جنہون نے اجازت دی کہ وہ قتل کیا جاے - اُسپر اعتراض نکرتے - لیکن شاگرد ہر کہین اسبات کی شہرت دیتے ہین اور اُسے اپنی منادیکی بنیاد ٹہراتے ہین - اُس شہر مین بہی جہان وہ کہتے ہین کہ یہہ امر واقع ہوا اور اُن لوگون کے درمیان جو اِس قابل تہے کہ اِس امر کی تحقیقات کرین وہان آکر یہہ باتین جہوٹی ٹہرتین تو بے شمار لوگ اُنہین جٹہلا

جھٹلا سکتے وُہ دعوے کرتے ہین کہ مسیح کا جی اُٹھنا ہمارے عقیدے کی بنیاد اور اُسکا قوی اور لاکلام ثبوت ہے اور اُن کے دعوے کا ثبوت یہہ ہے کہ خود یروشلیم مین ہزارون لوگ جنہون نے مسیح کا مصلوب ہونا دیکھا اُسکے جی اُٹھنے کے مُقر ہوئے اور اُسکے جی اُٹھنے کے سبب سے یقین لائے - کہ حقیقتاً وُہ ابن اللہ اور دُنیا کا نجات دہندہ ہے -

علاوہ اِس کے معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد مُعتبر آدمی تھے وُہ اُن باتون کا بیان کرتے تھے جو اُنہون نے دیکھین اور سُنین وُہ ایسے آدمی نہین تھے جو قصّہ کہانیون کے جال مین مبتلا ہون وُہ سچّے آدمی معلوم ہوتے تھے وُہ خود غرض نہین تھے بلکہ مسیح کے جی اُٹھنے کی منادی شروع کرنے کے بعد وُہ سبھون پر ظاہر کرتے تھے کہ اپنا انکار کرکے اَورون کی بہتری چاہتے تھے جب مسیح پکڑا گیا تب وُہ اُسے ترک کرکے بھاگے اور جب وُہ مصلوب ہوا تو حیران و پریشان ہوئے لیکن اُسکے جی اُٹھنے کے بعد اُنہون نے ایسی دلیری اور بہادری دکھلائی جو بیان سے باہر ہے اِس امر کے مشہور کرنے مین وُہ خوف نہ کھا کے مخالفت اور لعن طعن سہتے رہے بلکہ اپنے مذہب کو ترک کرنے سے اُنہون نے موت کو اختیار کرنا بہتر جانا اگر اُنکی یہہ تعلیم حق نہوتی تو وُہ ایسی روش ہرگز نہ دکھلاتے -

مسیح کے جی اُٹھنے کی تاریخی گواہی رد نہ کی گئی اُسکے اتنے گواہ ہین اور اُنکی گواہی ایسی قابل اِعتبار ہے کہ جو لوگ بے تعصب بے ریا ہین وُہ قبول کرین گے کہ مسیح حقیقتاً جی اُٹھا ہے اگر گمان کرتے ہین کہ شاگردون نے فریب کھایا یا فریب دیا تو چاہیئے کہ پھر ہم کسی تاریخ کا اعتبار نہ کرین - اُن لوگون کے کلام اور کام ایسے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وُہ نہ فریبی نہ احمق تھے - جو تعلیم اُنہون نے سکھلائی وہ ضرور سچ ہے پس مسیح کے کفارہ کی سچائی پر خدا کی مُہر کی گئی اور پھر یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وُہ ہماری خطاؤن کے واسطے حوالے کردیا گیا اور پھر کے جِلایا گیا تاکہ ہم راست باز ٹھہرین اور یہہ بھی کہ وُہ ہمارے گناہون کا کفارہ ہے - فقط ہمارے گناہون کا نہین بلکہ تمام دُنیا کے گناہون کا بھی -

اے صاحبو ایک زندہ اور سچے خدا کے سوا جو سب چیزون کا خالق و مالک ہے
کوئی دوسرا نہین ہو سکتا اُسی کی مخالفت مین کُل آدم زاد نے گناہ کیا ہے اپنے اصلی اظہار مین
مین اُسنے ہر ایک دل پر گناہ اور سزا کی حقیقت ظاہر کی ہے ہر زمانہ مین سب لوگون نے اُسپر
گواہی دی ہے لیکن آپ لوگ قبول کرین گے کہ اُن اصلی اظہارون مین اگر گناہ اور اُس کے
راست عذاب سے کوئی بچنے کی تدبیر ظاہر ہے تو یہہ تدبیر صاف ظاہر نہین ہوتی اور سبھون کا
یہہ اقرار کہ خدا کی طرف سے کوئی دوسرا اظہار پانا چاہیئے وُہ اصلی اظہار کی کمی کی طرف اشارہ
کرتا ہے لیکن جب کوئی شخص کما حقہٗ سمجھتا ہے کہ خدا گناہ کو مُعاف کر سکتا ہے تو یہہ سمجھیگا
کہ صرف اپنے اختیار سے یہہ کر سکتا ہے چاہیئے کہ مُعافی کا سبب اُسے منظور و مقبول ہو پس
صرف اُسیکا ارادہ مُعافی کا سبب ٹھہریگا اُس راہ کے سوا جو وُہ ظاہر کرے نجات کی کوئی
دوسری راہ نہین ہو سکتی اِس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نجات کی صرف ایک راہ ہو سکتی ہے
خدا کی راہ ضرور افضل و لاثانی ہوگی پس ایک ہوگی - اگر وُہ کسی شخص کو مُعاف اور پاک و صاف
کرے تو جتنون کی مُعافی کریگا وُہ اُن سبھون کو اُسی سبب سے مُعاف اور پاک کریگا جس سبب سے
اُسکو مُعاف کیا متفرق سچے مذہب اور مُعافی پانے کی تدبیرین اور الٰہی مُصالحتین یہہ بذاتہ غیر ممکن
ہین یہہ گمان کرنا کہ متفرق سچے مذہب ہین ایسا بیجا ہے جیسا یہہ گمان کرین کہ کسی ایک خاص
چیز کے متفرق علم ہون مگر سب سچے ہون - علم جسقدر کسی ایک بات سے علاقہ رکھے ایک ہی ہے
طرح طرح کا نہین یہہ خیال کرنا کہ ایک ہی بات کی نسبت بعضے لوگ ایک اور بعضے دوسرا علم کہین
غلط ہے کیونکہ ایک کے سوا اور سب جھوٹھے ٹھہرین گے اگر مین آپ لوگون سے بیان
کرون کہ میرے پاس علم ریاضی ہے جو صرف میرے واسطے کام آتا ہے لیکن آپ لوگون
کے واسطے نہین ہے تو آپ کیا کہین کیا یہہ نہ کہین گے کہ جو علم ایک کیواسطے مفید ہے -
وُہ سبھون کے واسطے بھی ہے - اب خاص کر ہندوؤن کی طرف متوجہ ہوکے مین دوستانہ
پوچھتا ہون کہ اگر آپ لوگ دین عیسی سے پھر کے یہہ اعتراض کرین کہ وُہ عیسائیون کیواسطے

اچہا ہو لیکن ہمارے کس کام کا ہم اپنے دین کو جو ہمارے واسطے مقرر ہوا مانتے رہینگے
تو مین کیا کہون کیون اسبات سے کہ آپ اپنے دین کو خود اپنا کہتے ہین اور دوسرون کا
نہین تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا سے نہین پس آپکا ہی حاجت روا نہین ہے اور یہہ بہی
ظاہر ہے کہ آپ اُسکی سچائی کے قائل نہین ہین آپ اپنے دین کو شہرت نہین دیتے
دوسرے ملکون مین اُسکی منادی کرنے والے نہین بہیجتے بلکہ یہہ مانتے ہین کہ وہ دوسرے
لوگون کے کام مین نہ آئیگا چونکہ آپ لوگ یہہ بات مانتے ہین پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپ کا
یون سمجہنا کہ ایسا دین ہمارے کام مین آئیگا محض غلط ہے اور مین جانتا ہون کہ آپ لوگون مین
جتنے بے تعصب ہین اسکو قبول کرینگے اور یہہ کہینگے کہ چونکہ ہندو مذہب سبہون کے واسطے
کارگر نہین ہے تو ثابت ہے کہ کسی کے واسطے کارگر نہین ہے عیسائی دین یہہ دعوے
کرتا ہے کہ چاہیئے کہ سب اُسے قبول کرین وہ یہہ نہین بتلاکہ متفرق مذہبون مین وہ افضل
و بہتر ہے بلکہ یہہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُسکے سوا خدا کی طرف سے کوئی دوسرا مذہب نہین
ہے وہ بیان کرتا ہے کہ ہر ذات و ہر شخص کے واسطے کافی و وافی ہے وہ نجات بخشتا ہے
لیکن ایسی وجہہ سے نہین جو انسان کیطرف سے ہے بلکہ ایک تدبیر سے جسکا بانی اور کامل کرنے
والا خدا ہے خدا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن اللہ مجسم ہوکے اُس شریعت کا
فرمانبردار ہوا جسے انسان نے شکست کیا اور اُسکے جی اُٹہنے سے سبہون پر ظاہر ہے کہ خدا
نے اُسکا کفارہ قبول کرکے اُسکی خاطر اُنہین جو اُسپر ایمان لاتے ہین نجات دیگا پس آپ لوگونکو
عیسائی مذہب کو ایسا جاننا چاہیئے جسمین کلی اور دایم ہونے کی خاصیتین ہین - اور جب یہہ باتین
اتنی قوی دلیلون سے ثابت ٹہرائی گئین - کیا آپ لوگ تعجب کرتے ہین کہ وہ زایل و ضعیف
نہین ہوجاتا کیا تعجب کرتے ہین کہ وہ بڑہتے بڑہتے قومون کو اپنے قابو مین لاتا ہے کیا تعجب
کرتے ہین کہ حاکمانہ طور سے آپ لوگون کو کہا جاتا ہے کہ مسیح پر ایمان لانا اور اُسے خداوند
اور نجات دہندہ جان کر اپنے دلون کو اوسکے سپرد کرنا -

معجزون کا اثبات

صاحبو جب مین اُس کتاب پر جسے بیبل کہتے ہین غور و لحاظ کرتا ہون تو خواہ مین اُسکے حق ہونے کو قبول کرتا ہون یا نہین تو بہی اُسکی تاثیر بخش قدرت کو قبول کرنے سے مجبور ہون اسکی برابر کسی دوسری کتاب نے دنیا مین اثر نہین کیا ہے اِس بہید کے حل کرنیکے واسطے مجہے خود اُس کتاب ہی کا مضمون دریافت کرنا چاہیئے اور دریافت کرکے کیا دیکہتا ہون کہ اُسمین خاص کر ایک بات ہے اور اُس بات کی عظمت لاثانی ہے اور وہ بہتیری اور باتون سے تعلق رکہتی ہے میرا مطلب یہہ ہے کہ جتنی باتین بیبل مین مذکور ہین وہ سب کے سب فعل فداکاری سے متعلق ہین یعنی وہ یہہ بیان کرتا ہے کہ انسان کے واسطے فداکار چاہیئے اور خدا نے اُسکے لئے فداکار مقرر کیا ہے اِس عجیب کتاب کا خاص منشا و مراد یہی ہے۔

کسی طرح سے بیبل نے آدمیون کو یقین کرایا ہے کہ حقیقت مذکورہ سچ ہے اور بلا شک و شبہہ اوسکا برحق ہونا اُسکے تاثیر کرنے کی قدرت کی اصل اور چشمہ ہے جسکے بغیر اس قدرت کا کوئی بیان نہین ہے اُسکو دریافت کرنے سے لوگون نے جان لیا کہ حق تعالے نے اپنی بڑی مہربانی سے گنہگارون کے بچانے کیواسطے فداکاری کی تدبیر کی ہے اور جو کتاب اِس بات کو پیش کرتی اور اُسکی سچائی کو بہی قایم رکہتی ہے وہ بے شک سبہون کو جو اوسے قبول کرتے ہین بڑی خوشخبری کی کتاب ہے اور جسقدر لوگ یہہ مانتے ہین کہ اُسکا فداکاری کا بیان سچ ہے اُسیقدر وہ اُسے قبول کرکے اُسکی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی کو گذرانتے ہین۔

انسان کے دلونمین کس بات نے اِس یقین کو پیدا کیا اسکا جواب یہہ ہے کہ آدمی دو طرح سے کسی امر کی سچائی کی نسبت قایل ہوتے ہین۔ پہلے یہہ ہے کہ کوئی حقیقت اپنی سچائی کو خود بخود ظاہر کرتی ہے وہ بدیہی آدمی ہے اور اُسکے خود ظاہر ہونیسے ہم یقین کرتے ہین کہ سچ ہے جب ہم یہہ کہتے ہین کہ ہم جانتے ہین کہ فلانی بات سچ ہے تو اِس سے مراد یہہ ہے کہ یہہ بات بدیہی ہے جب اسیطرح بغیر وسیلہ کے ہم کسی امر کی سچائی از خود واقف

ہو جاتے ہین تو اِس واقفیت کو شناخت کہتے ہین اور اُسے حاصل کر کے ہمارا یقین کامل اور ثابت ہو جاتا ہے۔

لیکن بہتیری ایسی باتین ہین جنکی سچائی کی نسبت ہم یقین رکھتے ہین مگر اُنہین نہ دیکھکر اور بے وسیلہ اُن سے واقف نہ ہو کر ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ اُنکی شناخت رکھتے ہین۔ مثلاً اگرچہ شہر پیکن کو نہ دیکھا ہو تو بھی یقین کرتے ہین کہ ایسا شہر ہے اور اگرچہ امتحان کرنے سے نہ سیکھا ہو کہ پانی آکسیجن اور ہیڈروجن سے بنتا ہے تو بھی اِس بات کو مانتے ہین ہم اِن حقیقتونکو قبول کرتے ہین نہ اِس سبب سے کہ اپنی آنکھون سے اُنہین دیکھا ہے بلکہ اِس وجہ سے کہ معتبر واقف کار آدمیون نے اُن کے وجود کا بیان کیا ہے اور جب ہم یہ کہتے ہین کہ فلانی بات پر اعتبار لاتے ہین تو ہم اس طرح کے یقین کو ظاہر کرتے ہین۔

شناخت اور اعتبار اسمین فرق نہین رکھتے کہ ایک کی بہ نسبت دوسرے سے زیادہ یقین صادر ہوتا ہے کیونکہ ہمارا اُس بات کی نسبت جسپر ہم اعتبار لاتے ہین ایسا قوی یقین ہوتا ہے جیسا اُس امر کے حق مین جسے ہم از خود جانتے ہین جو یقین ہم اُس شہر کی نسبت رکھتے ہین جہان ہم رہتے ہین وہی یقین شہر پیکن کی نسبت رکھہ سکتے ہین جسے ہمنے کبھی نہین دیکھا پس سمجھنا چاہیئے کہ اِن باتون مین جو فرق ہے وہ یقین کی قدر سے نہین بلکہ اُس دلیل کی قسم سے متعلق ہے جسپر یقین منحصر ہوتا ہے۔ یعنی شناخت مین جو دلیل ہے وہ کسی حقیقت کی خود روشنی ہے جو دل پر ظاہر ہوتی ہے اور اعتبار مین جو دلیل ہے وہ کسی دوسرے شخص کی گواہی ہے۔

پھر غور کا مقام یہ ہے کہ اعتبار شناخت سے کبھی بدل جاتا ہے مثلاً مین اِس سبب سے علم و ہنر کی کسی حقیقت پر اعتبار لاؤن کہ علما و فضلا اُسکا بیان کرتے ہین اور پھر خود امتحان لینے سے مین اُسکی حقیقت کو جانون اِسی طرح شناخت بڑھتی ہوئی اعتقاد کی بنیاد ہوتی ہے انسان کی ناقص عقل سب باتون کو جان نہین سکتی جسقدر باتین اُسے معلوم ہوتی ہین اُسیقدر اور نامعلوم باتین دکھائی دیتی ہین مثل چراغ کے اندھیری کوٹھری مین جسقدر روشنی دور تک

پہونچتی ہے اُسیقدر گہری ہوئی تاریکی زیادہ تاریک معلوم ہوتی ہے چنانچہ صاف و روشن ہے کہ ہمین ہمیشہ کچھہ سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمیشہ یہہ چاہیئے کہ تاریکی سے آواز آکی ہمپر نامعلوم باتین ظاہر کرے۔

پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ شناخت و اعتبار ملایا جاوے لیکن وہ ہمارے سب یقین کی بنیاد ہے پس جب بیبل ہمین اپنی سچائی کے حق مین یقین کراتی ہے تو چاہیئے کہ اِس طرحسے یقین کرائے کہ اُسکی سچائی خود اپنی روشنی سے دیکھی جائے یا ہم اُس گواہی پر اعتبار کرکے جو سچائی کو ثابت ٹھہرائے اُسے قبول کرین۔ اب حقیقت تو یون ہے کہ جو یقین ہم بیبل پر رکھتے ہین وہ پہلی قسم کا نہین بلکہ دوسری قسم کا ہے یعنی اعتبار لانے سے صادر ہوتا ہے۔ وہ مثل علم ہندسہ کے ہمارے سامنے پیش نہین ہوتی جسکے سب مسئلے ثبوت کو پہونچ چکے ہین۔ کہ اُسکا ہر ایک عقیدہ ہمپر اپنی ہی روشنی سے ظاہر ہو بلکہ برعکس اِسکے وہ خصوصًا ایمان کا عقیدہ ہے وہ ہمارے ایمان کی طرف رجوع کرتی ہے اُسکی بڑی دلیل کسی دوسرے کی گواہی ہوتی ہے۔

لیکن یہہ غور کے لائق ہے کہ ہمین اعتبار حاصل کرنیکے واسطے کون سی گواہی ضرور ہے جب کوئی شخص ہمسے کسی حقیقت کا بیان کرتا ہے جس سے ہم پہلے واقف نہ تھے تو جسقدر ہم بیان کرنے والے کی نسبت یقین کرتے ہین کہ وہ ایسا عقلمند ہے کہ فریب کہائیگا اور ایسا سیدھا دل ہے کہ فریب ندیگا اُسیقدر اُسکے بیان کو قبول کرتے ہین۔ اگر ہم جانین کہ وہ کامل طور سے حکیم اور سچا ہے تو اُس کے بیان پر باور کرکے ایسا یقین کہین گے کہ گویا حقیقت کو کسی امر پر اعتقاد رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معتقد نے اُس امر کی کسی طرح پر واقفیت پائی۔ یعنی خود اُسی امر سے یا اُس شخص سے واقف ہوتا ہے جو امر مذکور کو بیان کرتا ہے۔

اب سوچو کہ خداشناسی ہر ایک شخص کی اصلی اور ہمیشہ کی حالت ہے چنانچہ ایک عالم کہتا ہے کہ خداشناس ہونا اور عقل رکھنا ایک ہی بات ہے جیسا کہ خداشناس نہونا اور حیوان ہونا ایک ہی بات

یہہ خدا شناسی اگرچہ اکثر لوگون مین کم اور دہندلی سی ہو لیکن تو بہی وہ انسانی فہم کی اصلی خاصیت اور غیر منفک صفت ہے چنانچہ سسرو کہتا ہے کہ آدمیون مین کوئی شخص اسقدر وحشی نہین ہے کہ خدا سے کم و بیش واقف نہین ہے - اور فیلو جو یہودی عالمون مین بڑا عالم و فاضل تہا یون بیان کرتا ہے کہ جو یہہ شناخت رکہتا ہے وہ انسان ہے اور جو اُسے نہین رکہتا وہ انسان نہین ہے -

ہم یقین رکہتے ہین کہ خدا ہے اور وہ دانا و بینا ہے اور جہوٹہہ نہین بول سکتا بیبل کا بانی یعنی خدا آگے سے جانتا ہے کہ انسان خدا کی نسبت اپنا یقین رکہتا ہے چنانچہ بیبل کی کل تعلیمین اس یقین پر موقوف ہین اور یہہ دعوی پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ یہہ تعلیمین خدا کی طرف سے ہین لہذا چاہیئے کہ ہم اونہین قبول کرین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ خدا دانا اور بینا ہو کے فریب نہین کہا سکتا اور پاک و راست ہو کے فریب نہین دے سکتا جاے انصاف ہے کہ جب یہہ بنیاد قایم ہے تو جو کچہہ اُسپر تعمیر کیا جاے وہ بہی قایم رہیگا جب خدا کی روح پانیون پر جنبش کرتی تہی اور خدا نے کہا کہ اوجالا ہو تو اُسوقت اگر زمین شک لا کے ویران اور سنسان رہتی تو رہتی لیکن اگر ہم یقین رکہتے ہین کہ فلانی باتین خدا کی ہین تو اُن باتون پر شک نہین لا سکتے -

پس بات یہہ ہے کہ کیا ثبوت ہے کہ خدا نے ہمسے باتین کین اور یہہ کہ بیبل کا مضمون بہی خدا کی باتین ہین - سوال یہہ نہین ہے کہ کیا خدا کسی بدیہی اولی کیفیت کے وسیلہ سے ہمکو یکایک یقین دیسکتا ہے بلکہ یہہ کہ وہ کس طرح خود اپنی گواہی سے ظاہر کر سکتا ہے کہ بیبل اُسی کا کلام ہے صاف و روشن ہے کہ ایسی گواہی دو طرح سے یعنی خواہ روحانی و باطنی آگاہی سے یا خدا کی کسی ظاہری اور محسوس اظہار سے دی جا سکتی ہے لیکن اگر خدا کی طرف سے کوئی ایسی آگاہی ملجاوے جو صرف باطنی ہو تو ہر چند وہ اُس شخص کے واسطے جسکو دیگئی کافی ہو مگر اور کسی کے واسطے کفایت نکریگی پس اوپر کے بیان سے معلوم

ہوتا ہے کہ اگر خدا کبھی خود اپنی گواہی کے وسیلے سے ہمکو بیل کی نسبت یقین کرایا چاہے تو
وہ اس گواہی کو ایسا ظاہر کریگا کہ وہ حواس ظاہری سے معلوم کی جاویگی - لیکن ایسا بیان کرنا
صرف یہہ کہنا ہے کہ وہ معجزون کے وسیلے سے اپنی گواہی دیگا کیونکہ خدا کا کسی اظہار کے وسیلے
سے جو ہو اس سے جانا جاتا ہے اپنے کلام پر گواہی دینا بھی معجزہ ہے - چنانچہ معجزہ ایک
امر محسوس ہے کہ خدا اپنے کلام کو ثابت کرنے کے واسطے دکھلاتا ہے - پس چاہیئے کہ وہ
خلقت مین واقع ہو اور اُس کے واقع ہونے کے لیئے چاہیئے کہ ایسی قدرت شامل حال ہو جو
خلقت مین پائی نہین جاتی - ضرور ہے کہ وہ خلقت مین واقع ہو ورنہ ہمارے حواس اُسکو
دریافت نہ کر سکین گے اور اُسکا ایجاد خلقت کی طاقت سے باہر ہو ورنہ ایسی قدرت نہ دکھلائیگا
جو صرف خالق ہی کی ہے معجزہ فقط ایک عجیب امر نہین ہے مثل گہن اور بھونچال کے جو ہر چند
نادر ہین مگر اُن باقاعدہ قدرتون سے ہین جو خلقت کے معمولی حادثون کو پیدا کرتی ہین -
اور اُن لوگون کو جو اُنکی علتون سے واقف ہین آگے سے معلوم ہو سکتی ہین برعکس اسکے
معجزہ ایسا امر ہے جو خلقت اپنی قدرت سے کبھی پیدا نہین کر سکتی - اور جسے صرف قادر
مطلق پیش کر سکتا ہے وہ خلقت کے بھرے ہوئے بطن سے گویا ایک اور فرزند نہین ہے
بلکہ خدائے قادر کے حکم سے نیا وجود ہے وہ خلقت کی قدرت کا کوئی دوسرا اظہار نہین ہے
بلکہ خود ایک نئی پیدائش ہے وہ نئی قدرت ہے جو خلقت مین داخل ہو کے اُسکی عادت کو
بدلتی اور روکتی ہے غرض معجزے کا مختصر بیان یہہ ہے کہ وہ خلقت کے بانی کی طرف سے
خلقت مین ہے تاہم خلقت سے جدا ہے جو بھاری اور دقیق بات ہمکو تفتیش کرنا چاہیئے وہ یہہ ہے
کہ آیا کوئی معجزہ کبھی دکھلایا گیا کہ نہین یعنی آیا خلقت کی ترتیب جسکے کل حصون کے عمدہ انتظام
اور آپس کا تعلق ہمکو متعجب کرتا ہے کبھی کسی قدرت سے جو اُس سے باہر ہو بدل گئی یا نہین -

مناسب اور روا ہے کہ اِس تحقیقات مین پہلے ہم یہہ دریافت کرین کہ معجزہ
ہونے کے واسطے کوئی واجبی سبب بیان ہو سکتا ہے کہ نہین کیا ایسا امر عظیم چاہیئے تاکہ

خدا کے حق مین اُس پہچان کی نسبت جو خلقت سے ملتی ہے زیادہ پہچان حاصل ہو سکتی ہے - کیا خدا کی صفتین جو دیکھنے مین نہین آتین اُسکے کامون پر غور کرنے سے ایسی صاف معلوم نہین ہوتین کہ انسان کو کچھہ عذر نہو اور کیا کوئی دوسرا اظہار چاہیئے البتّہ ہمکو ہمارے فرایض اور جوابدہی کی نسبت یقین کرانیکے کے لیئے اور کچھہ نہ چاہیئے کیونکہ سب لوگ اِن باتون کے حق مین یقین رکھتے ہین لیکن اِنسان کی حالت برگشتگی مین یہہ کیسا خوف آمیز یقین ہے - یہہ جاننا کہ ہرچند ہمپر بلا کرنا فرض ہے تاہم بُرا کرتے چلے آئے ہین اور بے پایان عدل کے تخت کے سامنے اسکا جواب دینا پڑیگا - اِس کے یقین رکھنے سے اِنسان کو ایسی جان کندنی ہوئی جو دفع نہین ہو سکتی اور بیان سے باہر ہے اگر ہم گمان کرین کہ یہہ دلی پیچ و اِضطراب فقط کسی خیال خام سے نکلتا ہے اور اگر لوگ یہہ سمجھین کہ حقیقت مین کہ بدی اور بُرائی ہے ہی نہین اور جو گناہ کہلاتا ہے وُہ صرف انسان کی ناکامل حالت کی ایک صُورت ہے جو علم اور آراستگی مین ترقی پانے سے جاتی رہے گی - تو بھی چاہیئے کہ وُہ اِقرار کرین کہ گمان مذکور انسان کے کُلیہ یقینون کے خلاف ہے اور اُن کے یقین ایسے گمان سے رفع نہ ہون گے سچ تو یہہ ہے کہ گناہ کا قائل ہونا ایک خوفناک اور خطرناک حقیقت ہے جو ہر ایک انسان کے دِل مین پائی جاتی ہے اور کسی دلیل سے دور و دفع نہین ہو سکتی - جو تفاوت بُرا پانے اور بُرا کرنے مین ہے یعنی اُس افسوس مین جو کسی نقصان کی نسبت جو کوئی دوسرا شخص ہمکو پہونچانا اور اُس ندامت مین جو کسی دوسرے شخص کو نقصان پہونچانے سے ہمارے دِل مین پیدا ہوتی ہے اِن دونون مین بڑا فرق ہے اور دونون ملا کے کوئی اُنہین ایک ہی نہین کر سکتا - کوئی تدبیر اس قابل نہین ہے کہ گناہ کے یقین کو دبائے اور اگرچہ اُسکے چھپانے کو بہتیری تدبیرین ہوئی ہون تو بھی اُسنے آپ کو ایسا ظاہر کیا جیسا دِلی بے آرامی کا خاص سبب اور جڑ شکنجہ کا عذاب بڑا ہے - لیکن اُس عذاب و جانکندنی سے جو گناہ کی واقفیت سے صادر ہوتی ہے کوئی عذاب برابر نہین ہے -

یہہ جانکندنی صرف گناہ کے دُور و دفع ہونے سے جس سے وُہ صادر ہوئی ہے

رفع ہوسکتی ہے لیکن گناہ کس وسیلہ سے دور و دفع ہوسکتا ہے گناہ سے باز رہنے مین نہ گناہ نہ اسکا رنج رفع ہوتا ہے اس حقیقت کی بنیاد انسانی ذات کا کوئی خیال نہین بلکہ ہر ایک انسان کا تجربہ اور واقفیت ہے ہان وہ حقیقی امور جو انسان کی سرگذشت مین دکہائی دیتے ہین اور جو سب سے پر رنج اور پر تاریکی ہین وہ اس حقیقت کی بنیاد ہین یعنی انسان کی بے آرامی اور جانکندنی صرف گناہ کے دور و دفع ہونے سے رفع ہوسکتی ہے جو جان اپنی خطاؤن کی قایل ہوتی ہے وہ کسی آیندہ فرمانبرداری سے چین اور دلی آرام حاصل نہین کرسکتی اور یہہ انسان کا عام تجربہ ہے گناہ کی واقفیت جب حاصل ہوتی ہے اگرچہ وہ کیسی ہی کم ہو تو بہی اُسکے ساتہہ الہی شریعت سے عدول کرنے کی واقفیت بہی شامل حال رہتی ہے اور عدالت و انتقام کے جو دعوے الہی شریعت کرتی ہے اُنہین انسان کا فہم و خواہش نہ دبا سکتی نہ ادا کرسکتی ہے اگر گناہ کی پریشانی کا کوئی علاج ہو تو وہ صرف خدا کی طرف سے ہوسکتا ہے لیکن غور کا مقام یہہ ہے کہ خدا کی نسبت نہ انسان کی کوئی اصلی پہچان اور نہ کوئی ایسی پہچان جو خلقت دے سکتی ہے اس قابل ہے کہ ایسے علاج کا ممکن ہونا بہی بتا سکے گناہ کی نہایت شرارت کے حق مین خلقت اور انسان کی تمیز متفق الرائے ہین خلقت سزا کی راستی اور شریعت کے غیر عذر پذیری کو ظاہر کرتی ہے اور ہر چند وہ خدا کی ذات و صفات اور انسان کے فرایض کی نسبت بہتیری باتین آشکارہ کرتی ہے تاہم معافی اور محبت کا کوئی نشان نہین بتلاتی وہ صاف و صریح بیان کرتی ہے کہ خدا مہربان ہوکے اپنی مخلوقات کی خوش وقتی چاہتا ہے مگر اس سے زیادہ نہین بتلاتی۔ آسمان قادر مطلق کا جلال بیان کرتے ہین اور قضا اُسکے ہاتہون کے کامون کی خبر دیتی ہے ایک دن دوسرے دن سے کلام بیان کیا کرتا ہے اور ایک رات دوسری رات کو معرفت بخشتی رہتی ہے لیکن خالق کی کل مخلوقات یہہ بات ظاہر نہین کرتی کہ وہ گنہگارون پر ترس کہا کے اُنہین معاف کیا چاہتا اور اپنی ازلی اور الہی معموری مین اُن پر ظاہر کیا چاہتا ہے اگر خدا کا گنہگارون پر رحم کرنا حقیقی ہے تو وہ ایسی حقیقت ہے جو خلقت سے نہین بلکہ عالم فوق المخلوقات سے ملتی ہے۔

اسبات کو ثابت کرنیکے واسطے یہہ دلیل پیش ہوتی ہے کہ جب تک انسان نے خلقت
یعنی طبعی روشنی کے سوا اور کچھہ تعلیم نہین پائی تب تک وہ کبھی خدا کی اس پہچان تک نہین
پہنچا اُن سب قومون کے عقاید مین جو شرکت یعنی بت پرستی مین مبتلا ہوئین ہرچند الہی قدرت
و حکمت و عدل بلکہ الہی مہربانی بھی اُنمین آشکارا ہے لیکن اُنمین الہی محبت کا کہین ذکر نہین ہے شک و
شبہ نرہے کہ بت پرستون کی قربانی گذرانی اور زہد اور دعاون مین کفر کا کچھہ نکچھہ لگاؤ ہے یعنی
انکے کرنے والون کے دل مین یہہ سوچ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اسی طرح پروردگار کے حضور مین پہنچکے
اُسے راضی کرین لیکن یہہ بات کہ خدا کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنیسے پیشتر وہ ہماری طرف
متوجہ ہوتا ہے اور ہمارے نیک اعمال کے سبب سے نہین بلکہ اپنی محبت کی سبب سے ہمین پیار کرتا
ہے یعنی وہ رحم کرنے سے بہت خوش ہے اور اسی سبب سے بدی کو معاف کرتا ہے یہہ حقیقت
جب تک کہ وہ خاص الہی تعلیم سے انسان کے دل پر ظاہر نہو تب تک اُسے نہین حاصل ہوسکتی
چونکہ یہہ بات سچ ہے تو کیسے تعجب کی بات ہے کہ بعضے لوگ جو آپکو عالم و فاضل سمجھتے
ہین بیبل اور قرآن اور ہندون کے وید اور استا و زند اور چینیونکی پانچ کتابین ایک ہی درجہ مین
رکھتے ہین بیبل کی تعلیم مین یہہ بات سکھلائی جاتی ہے کہ خدا گنہگارون پر ترس کھا کے اونکو
ڈھونڈھتا ہے اور یہہ کہ اس سبب سے کہ پہلے وہ اُنپر متوجہ ہوا پس یہہ دعوت و منت و حکم
اُنکے سامہنے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اُسکی طرف متوجہ ہون اور چونکہ بیبل کی یہہ عمدہ خاصیت ہے
کہ حقیقت مذکورہ کو بتلاتی ہے لہذا چاہیئے کہ سب کتابون مین سے اول اور اعلی مرتبہ اُسکو
دیا جاے یہہ بات کہ انسان نہین بلکہ خدا انسان کے بچانے اور رہائی بخشنے کے کام کو
شروع کرتا ہے کہین ظاہر نہوئی جب تک کہ وہ پاک نوشتون مین آشکارا نہوئی قدیم یونانیون
مین بعضے لوگ عدل الہی کا کیا ہی خوفناک بیان کیا کرتے تھے اور روے زمین پر کتنی
جگہونمین لوگ اپنی بے آرامی اور اضطراب کے نالون یا اپنی نامیدی کے واویلون سے
خدا کی ہستی کو ثابت ٹھہرا چکے لیکن جب تک یہہ بات بیبل سے روشن نہوئی کہ خدا گنہگارون

پر رحم کی نظر کرکے اُنکے گناہون اور خطاؤن کو معاف کرے گا تب تک معافی کا کون یقین کرسکتا تہا۔

اب غور کا مقام ہے کہ اگر یہہ سوچ جو خدا کے کلام کا خاص مضمون ہے سچ ہے تو نہایت ضرور ہے کہ وہ اس طرحسے ظاہر ہو کہ اوسکا حق ہونا لاکلام اور غیر ممکن الرد ٹہیرے اور اگر خلقت اس حقیقت کو ظاہر نہین کرسکتی اور انسانکی عقل اور سمجہہ جو گناہ کے باعث سی ناقص اور ضعیف ہے اُسے پکڑ نہین سکتی تو جب تک خدا ہی اُسے ظاہر کرے وہ کس طرحسے ظاہر ہوگا اور پہر بغیر اسکے کہ اشتہار کے ساتہہ خدا قطعی طور سے آپکو ظاہر کرے تو کیونکر معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ اشتہار اُسی کی طرف سے ہے اور اگر اُس معجزانہ مداخلت کے طور سے خلقت مین جو اوپر بیان ہوچکی خدا آپکو ظاہر نکرے تو کیونکر ظاہر ہوگا۔ سچ تو یہہ ہے کہ اگر خدا کا رحم گنہگارون پر حقیقی ہے اور وہ اُنپر جو اُسکے محتاج ہین ظاہر ہو تو معجزہ کے طور پر ظاہر ہوگا۔

اب لحاظ کرنا چاہیئے کہ بیبل نہ صرف یہی بتلاتی ہے کہ بوسیلہ خداکاری حقیقت مین خدا نے گناہ سے بچانے کی تدبیر کی بلکہ خود ہی معجزہ ہونیکا دعوی کرتی ہے وہ دعوی کرتی ہے کہ اُن معجزون کے وسیلہ سے جو اُسمین مندرج ہین فعل خداکاری کی سچائی ثابت ہوتی ہے اسکے مطابق عہد عتیق و عہد جدید کے نوشتون مین ہی معجزے اس غرض سے پیش ہوتے ہین کہ وہ ایمان کے سبب اور بنیاد ٹہرین چنانچہ جب موسےٰ اپنے لوگونکو آزاد کرنیکو بلایا گیا تب خدا نے معجزہ دیکہلاکے اُسپر اپنی یہہ مرضی ظاہر کی اور پہر اس وسیلہ سے موسےٰ کا ایمان ظاہر اور قایم ہوا تب ایسے معجزے دکہلائے گئے جنکا منشا اور مطلب یہہ تہا کہ موسیٰ کی الہی رسالت کو بنی اسرائیل پر ثابت کرے اور اُسکے مطابق خود یہواہ نے کہا تاکہ وہ اعتقاد کرین کہ خداوند اُنکے باپ دادون کا خدا ابراہیم کا خدا اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا تجہکو دکہائی دیا۔

یہہ بہی سمجہنا چاہیئے کہ معجزے نہ صرف بنی اسرائیل کے ایمان کو قایم کرنے بلکہ مصریون کے قایل کرنیکے واسطے بہی دکہلائے گئے چنانچہ مذکور ہے کہ خداوند نے کہا کہ مین جب مصر پر ہاتہہ

خروج باب ۷ آیت ۱۵-۱۶

چلاونگا اور بنی اسرائیل کو اُنمین سے نکال لاؤنگا تب مصری جانینگے کہ مین خداوند ہون۔
پہر بعد ازآن کہ بنی اسرائیل معجزون کے وسیلہ سے آزاد ہوے اور اُنکا ایمان زائل
ہونے لگا تو اُسے پہر قایم کرنے کے واسطے معجزے دکہلائے گئے اور اُنکی پیش خبری
بتلاکے موسے نے کہا کہ شام کو تم جانوگے کہ خداوند تمکو زمین مصر سے باہر لایا ٭ جب قرح داتن
اور ابرام نے بغاوت کی تب بہی موسیٰ کی الٰہی رسالت کے ثابت کرنیکے واسطے ایک عجیب معجزہ
دکہلایا گیا اور اُسکا مطلب اور منشا بیان کرکے موسے نے کہا کہ تم اس سے جانیو کہ خداوند نے
مجہے بہیجا ہے کہ یہہ سب کام کرون اور یہہ کہ مینے اپنی خواہش سے کچہہ نہین کیا۔ گنتی ۱۶ باب ۲۸
پہر موسے کے انتقال کے بعد یسوع کی رسالت بہی معجزون سے ثابت ہوئی چنانچہ
پاک کلام مین ہے کہ خداوند نے یسوع کو فرمایا کہ آج کے دن سے مین سارے اسرائیل
کی آنکہون کے سامنے تجہے عزّت بخشنا شروع کرونگا تاکہ وہ جانین کہ جسطرح مین موسے
کے ساتہہ تہا تیرے بہی ساتہہ ہونگا ٭
پہر جب بنی اسرائیل بہواہ کی عبادت کو ترک کرکے بعل کی پرستار ہوئی تو وہ معجزہ
کے وسیلہ سے اپنے اگلے ایمان کیطرف رجوع کیے گئے چنانچہ الیاہ نبی کے زمانہ مین کوہ کامل
پر یہہ فیصلہ ہوا کہ بہواہ یا بعل خدا ہے اور نبی مذکور کی درخواست کی مطابق اخیب بادشاہ نے
سارے بنی اسرائیل کو اور بعل کے نبیون کو کوہ کامل پر اکٹہا کیا تب الیاہ نے کہا کہ وہ خدا
جو آگ سے جواب نہیجے سو وہی خدا ٹہرے تب خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی اور
اُسنے اُس سوختنی قربانی اور لکڑیون اور پتہرون اور مٹی کو جلا دیا اور اُس پانی کو جو کہائی
مین تہا چاٹ لیا جب اُن سب لوگون نے یہہ دیکہا تو وہ اوندہے مونہہ گرے اور بولے
کہ خداوند وہی خدا ہے خداوند وہی خدا ہے۔
مسیح کے معجزونکی ایک بڑی غرض یہہ تہی کہ لوگ اُنہین دیکہکر یقین کرین کہ وہ
حق تعالے تہا چنانچہ جب یوحنّا نے اپنے شاگردون مین سے دو کو بہیجا کہ اُس سے یہہ پوچہین

خروج ۶ باب ۵ اور ۹ باب ۲۹ اور ۱۱ باب ۷ [خروج ۱۶ باب ۶ و ۷ و ۸ و ۱۲ آیتین ٭ یسوع ۳ باب ۷ اور ۱۰ آیت ۱۴ ٭

کہ کیا جوانیوالا تہا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکین تب عیسےٰ نے جواب مین اونہین کہا
کہ جو کچہہ تم سنتے اور دیکہتے ہو جا کے یوحنا سے بیان کرو کہ اندہے دیکہتے اور لنگڑے چلتے
کوڑہی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مردے جی اٹہتے ہین اور غریبونکو خوشخبری سنائی
جاتی ہے - پہر ایک مفلوج کو صحت بخشنے سے پیشتر اسنے حاضرین کو کہا کہ تاکہ تم جانو کہ ابن آدم
زمین پر گناہون کے معاف کرنے کا اختیار رکہتا ہے اس نے اس مفلوج کو کہا کہ مین تجہے
کہتا ہون اٹہہ اور اپنا کہٹولا اوٹہا کے اپنے گہر کو جا - پہر لعازر کے جلانے کے وقت عیسیٰ نے
اپنی آنکہین اوٹہا کے کہا کہ اے باپ مین تیرا شکر کرتا ہون کہ تو نے میری سنی ہے اور مین نے
جانا کہ تو میری ہمیشہ سنتا ہے پر ان لوگون کے باعث جو آس پاس کہڑے ہین مینے یہہ کہا
تاکہ وہ ایمان لائین کہ تو نے مجہے بہیجا ہے - یوحنا حق پر گواہی دے لیکن مجہہ پاس یوحنا کی
گواہی سے ایک بڑی گواہی ہے اسلئے کہ یہہ کام جو باپ نے مجہے سونپے ہین تاکہ پورا کرون
یعنی یہہ کام جو مین کرتا ہون میرے لیئے گواہی دیتے ہین کہ باپ نے مجہے بہیجا ہے - اگر مین اپنے
باپ کے کام نہین کرتا تو مجہپر ایمان مت لاؤ لیکن اگر مین کرتا ہون تو اگر مجہپر ایمان نہ لاؤ تو بہی کامون
پر ایمان لاؤ تاکہ تم جانو اور یقین کرو کہ باپ مجہمین ہے اور مین اسمین ہون - خلاصہ یہہ کہ اسکے
کام پر اور اس تاثیر پر بہی غور کرنے سے جو اوسکے معجزون سے صادر ہوے معلوم ہوتا ہے
کہ معجزات کرنیسے اوسکی خاص غرض یہہ تہی کہ لوگونکو یقین کرائے کہ وہ خدا تہا چنانچہ لکہا ہے
کہ لوگون مین سے بہتیرے اسپر ایمان لائے اور بولے کہ جب مسیح آئیگا تو کیا اسنے جو اسنے
دکہائے ہین زیادہ معجزے دیکہائیگا - اس سے یہہ مراد ہے کہ فرض کیا کہ یہہ حقیقی مسیح نہین
ہے تو کیا مسیح جب آئیگا تو اپنی رسالت کو زیادہ معجزون سے ثابت کریگا پہر یہہ بیان ہے
کہ جب وہ یروشلیم کے بیچ عید فصیح مین تہا تو بہتیرے ان معجزون کو جو اسنے دیکہا ہے
دیکہہ کے اسکے نام پر ایمان لائے - اور نیقودیموس نے اسے یہہ کہا کہ اے ربی ہم جانتے
ہین کہ تو خدا کی طرف سے اوستاد ہو کے آیا کیونکہ کوئی یہہ معجزے جو تو دیکہاتا ہے جبتک کہ

متی باب ۱۱ آیت ۵

مرقس باب ۱۰ آیت ۱۱

یوحنا ۱۱ باب ۴۲ و ۴۳

یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۷

یوحنا باب ۳۰ و ۳۱

یوحنا باب ۳۱

یوحنا باب ۳

یوحنا باب ۱۴

خدا اوسکے ساتھہ نہو نہین دیکھا سکتا۔

قوّت معجزہ رسولون کو دی گئی اور وہ اپنی رسالت ثابت کرنیکے واسطے اُسے عمل مین لائین چنانچہ لکھا ہے کہ اُنہون نے ہر جگہہ جاکر منادی کی اور کلام کو اُن معجزون کے وسیلہ سے جو اُسکے ساتھہ ساتھہ ہوتے تھے ثابت کرتا رہا۔ خدا آپ اُنکے ساتھہ نشانون اور کرامتون اور طرح طرحکے معجزون اور روح القدس کی نعمتون سے اپنی مرضی کے موافق گواہی دیتا رہا۔

مرقس باب ۱۶

اگرچہ قوّت معجزہ آجکل کسی کو نہین ملتی ہو تاہم یہہ اس سبب سے بتلائے گئے تاکہ جنہون نے اُن معجزون کو نہ دیکھا اُنپر غور کرکے ایمان لائین۔ چنانچہ پاک کلام مین ہے کہ یہہ لکھے گئے تاکہ تم ایمان لاؤ کہ عیسےٰ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور تاکہ تم ایمان لاکے اُسکے نام سے زندگی پاؤ

یوحنا باب ۲۰ آیت ۳۱

اوپر کی دلیلون سے معلوم ہوتا ہے کہ بیبل جب دعوی کرتی ہے کہ خدا کی طرف سے ہے تو اپنے دعوےٰ کو اپنی معجزانہ گواہی پر موقوف کرتی ہے اور جسطرح ہم لحاظ کرچکے کہ کتاب مذکورہ ایسا بیان کرتی ہے جیسا کوئی دوسری کتاب نہین کرتی اسی طرح یہہ بھی لحاظ کرنا چاہیئے کہ کوئی دوسری کتاب جو خدا کی طرف سے ہونیکا دعوی کرتی ہے وہ اپنے دعوےٰ کو معجزون پر منحصر نہین کرتی قرآن مین محمد صاحب نے بیان کیا کہ معجزہ دیکھانا میرے اختیار مین نہین ہے۔ قرآن مین منکرون کے واسطے سزا اور مقرون کے لئے جزا کے بہتیرے تذکرے ہین مگر ایمان لانے کی وجہ جو بتلائی جاتی ہے وہ خود قرآن ہی ہے ہان بیشک محمد صاحب کے انتقال کے صدہا برسون کے بعد یہہ بات مشہور ہونے لگی کہ اُنہون نے معجزے دکھلائے لیکن ذرہ بھی ثبوت نہین ہے کہ خود اُنہون نے اپنے واسطے یہہ دعوےٰ کیا۔

اکثر لوگ یہہ سمجھتے ہین کہ ہر ایک وحشی زمانہ مین قوت معجزہ رکھنے کا دعوی ہوا ہے اور ہر ایک وسواس کے ثابت کرنیکے واسطے وہ قوّت عمل مین لائی گئی۔ مخفی نرہے کہ شرک کے بیشمار عقیدون مین بے شمار عجائبات اور نشانیان اور معجزے پائے جاتے ہین لیکن چاہیے انصاف یہہ ہے کہ عقیدونکی سچائی اونپر منحصر نہین ہے۔ بلکہ برعکس اسکے اون کا

حق ہونا عقیدون پر موقوف ہے وہ اُن عقیدونکو جنسے متعلق ہین کچھہ مدد نہین دیتے بلکہ برخلاف اسکے اُن سے مدد پاتے ہین وہ عقیدے کے ثابت کرنیکو بطور دلیل پیش نہین کئے جاتے مگر اُس عقیدے سے جو قبول کیا گیا صادر ہوتے ہین اب غور کا مقام ہے کہ بیبل اپنے معجزون کو اپنی تعلیمون سے ثابت کرنے کی کوشش نہین کرتی بلکہ برعکس اسکے پہلے معجزون کے وسیلہ سے اپنی تعلیمونکو سچ ٹہراتی ہے۔

پس چاہیئے کہ ہم سمجھین کہ عیسائی عقیدے کے ثبوت مین معجزے اوّل درجہ رکھتے ہین اُسکی اور بہی بڑی اور قوی دلیلین ہین مگر خاص اور بڑی گواہی جسپر ہمارا ایمان موقوف ومنحصر ہے وہ اُسکی معجزانہ گواہی ہے پس یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر معجزے غیر ممکن یا بے اعتبار ہین یا اگر اونکا ہونا حقیقتاً ثابت نہین ہوسکتا تو عیسائی مذہب باطل ٹہرتا ہے مسیح کا مجسّم ہونا اگر وہ کبہی واقع ہوا تو ایک معجزہ تہا بلکہ ایسا معجزہ کہ اُسکے بغیر نجات کی تدبیر پر اعتقاد رکہنا ممکن ہے مسیح اگر جی اُٹہا تو اوسکا جی اُٹہنا بڑا اور عجیب معجزہ تہا لیکن اگر نہین اُٹہا تو ہماری منادی عبث ہے اور تمہارا ایمان بہی عبث ہے

اس مباحثہ مین یہانتک میری سمجہہ مین کوئی شخص اُن حقیقتون کا جو پیش کی گئین انکار نکرے گا نہ اُن نتیجون کا منکر ہوگا جو اُن سے نکالے گئے ہم گناہ کی حقیقت پر اور کلیہ پریشانی اور مصیبت کے بوجہہ پر غور کر چکے جسکے تلے گناہ آدمیونکو دباتا ہے پہر اس بات پر لحاظ کیا کہ انسان ایسی معافی اور پاکیزگی کے حاجتمند ہین جو قوّت طبعی سے حاصل نہین ہوسکتی۔ اور انسان کو کسی حکمت یا تدبیر سے نہین مل سکتی صرف خدا اُسے دیسکتا ہے اور اگر وہ اُسکے دینے کا اشتہار کرے تو چاہیئے کہ اُسے اس طرح پیش کرے کہ خود اُسکا موجود ہونا اوسکے ساتہہ ظاہر ہو پہر دیکہہ چکے کہ بیبل وہی کتاب ہے جو اور سب کتابونکی نسبت خدا کی رحمت کو زیادہ ظاہر کرتی ہے اور یہہ کہ صرف یہی کتاب اس بات کو حق ٹہرانیکے واسطے کہ اُسکی تعلیم خدا کی طرف سے ہے معجزانہ گواہی لاتی ہے یہہ سب بڑی حقیقتین ہین مگر باقی یہہ سوال ہے کہ آیا بیبل کبہی قوی ثبوت دیتی ہے

باب ۱۴ فصل ۱۰

کہ نہین کہ جو معجزے اُسمین بیان ہوتے ہین حقیقتاً دیکہلائے گئے معجزے دیکہلانے کی
حاجت تو تہی بات یہہ ہے کہ آیا یہہ حاجت رفع ہوئی کہ نہین اس سوال کے جواب مین یہہ بات
پیش کرتے ہین کہ اسکے ثبوت مین کہ معجزے دیکہلائے گئے اُس گواہی سے جو ہمارے پاس
موجود ہے ممکن نہین کہ زیادہ قوی گواہی ہو سکے جتنی واردات دنیا کی تواریخ مین مذکور و
بیان ہوتی ہین اُن سبہونمین ایک بہی نہین ہے جسکی گواہی اُن معجزون کی گواہی سے
قوی تر ہو یہہ معجزے کونے مین نہین کئے گئے کسی نے اُنہین چہپانے کی کوشش نہین
کی بلکہ برعکس اسکے وہ تحقیقات کو طلب کرتی تہے ہر چند سب کے سب خدا کاری کی حقیقت
ثابت ٹہیرانے کیواسطے دکہلائے گئے تاہم وہ متفرق جگہون اور وقتون مین اور متفرق لوگون
کے وسیلہ سے دکہلائے گئے اور اُن لوگون مین سے بعضون نے اپنے معجزون کے
وسیلہ سے اس بڑی حقیقت کی ایک بات اور بعضون نے کوئی دوسری بات روشن کی
ہزارون نے معجزون کو دیکہا وہ اسطرح کے تہے کہ ناظرین اونکے دیکہلائے جانیکے حق
مین دہوکہا نہ کہا سکے مثلاً یہہ امور کہ مسیح سمندر کے پانی پر چلا اور اپنے حکم سے طوفان کو روکا
اور چار روز کے مردہ کو جلایا اور اندہون گونگون لنگڑون کوڑہیون کو بلا دوا صحت بخشی
اور یہہ کہ وہ مصلوب ہوا اور موا اور دفن ہوا اور مردون مین سے جی اُٹہکے آپکو جالیس
روز تک اُنہین دکہلایا جو اُسے مصلوب ہونے سے پیشتر بخوبی پہچانتے تہے یہہ ایسے امور
تہے کہ جادو اور فریب سے نہین ہو سکتے اور وہ امور خواہ حقیقتاً واقع ہوئے یا جن لوگون
نے اُنکی شہرت دی اُنہین جہوٹا جان کے مشہور کیا لیکن کوئی شخص کس غرض سے ایسی
جہوٹی باتون کو شہرت دیتا اور یہہ فریب کیونکر کامیاب ہو سکتا اگر مسیح کے رسول یہہ کرتے
تو اُنہین فایدہ نہین بلکہ خلاف اسکے اُنہین ہر طرح کا نقصان پہونچتا فرض کرو کہ اُنکا بیان جہوٹہ
تہا تو ایسی باتین کہنے سے اپنے خاوند کے حق مین کہنے سے صرف یہہ نتیجہ نکلتا کہ وہ
بہی مثل اوسکے مصیبت اُٹہاتے یون بیان کرنے سے اونہون نے رسوائی اور لعن طعن

اور بعضون نے موت بہی سہی لیکن ہرچند کہ انہون نے دیکہا کہ اسکا کیا حاصل ہوگا تاہم وہ اسبات کو سکہلانے اور منادی کرنیسے باز نہ آئے کہ عیسےٰ وہ مسیح ہے اور یہہ عجیب کام اوسکی قدرت سے کئے گئے کیا اِس سب مین فریب کی کوئی صورت ہے کیا ممکن ہے کہ رسول جہوٹہہ کہکے یہہ سب کچہہ کرتے تہے اگر ایسا ہوتا تو سب سے بڑا معجزہ خود یہی ہوتا۔

اور اِسکو بہی یاد رکہنا چاہیے کہ رسولون کا بیان قبول کیا گیا بلکہ اُسی جگہہ جہان اُنہون نے کہا کہ یہہ معجزے دکہلائے گئے اُنکا بیان مقبول ہُوا اور وہان اگر بیان سچ نہوتا تو ہزارہا لوگ موجود تہے جو اُسے جہٹلا سکتے رسولون کے دشمن بہی اونکے بیان پر اعتبار لائے حقیقت تو یہہ ہے کہ رسول اسقدر گواہی لائے کہ کوئی دلیل اور لعن طعن اور ایذا دینا اُسکا قابل نہین تہا کہ اُسے جہٹلائے اُنکے بیان کے ہرکہین مقر ہوئے اور متعصب یہودی اور متفرق یونانی اور مغرور رومی سبہون نے اُسے قبول کیا دنیا کے سب سے بڑے شہرون کے رہنے والے اُسے مُنکے معتقد ہوئے جہان علم و ہنر رائج تہے وہان بہی اِس بیان نے رواج پایا اور بادشاہ لوگ اُسپر اعتبار لائے مسیح کے مصلوب ہونیکے تین سو برس بعد اُسکا ایک مرید رومی سلطنت پر تخت نشین ہوا اور دنیا اُسکے تابع ہوئی اب چونکہ عیسائی مذہب کے قدیم کے منادون نے اُس مذہب کے ثابت کرنیکے واسطے برابر معجزے دکہلائے تو لوگ ضرور ایمان لاتے تہے کہ بیشک یہہ معجزے دکہلائے گئے اور جب یاد آتی ہے کہ یہہ معجزے عجیب اور ظاہر اور بکثرت تہے اور یہہ کہ وہ منادون کے لئے بنیادی باتین تہین اور یہہ بہی بہتیرے لوگ اُن واردانون سے واقف تہے اور اگر معجزے نہین کئے گئے تو وہ لوگ اُنکے خلاف گواہی دیتے جب یہہ سب باتین خیال کیجاتی ہین تو کیا ممکن ہے کہ سب دہوکہا کہائین پہر کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا تو سب سے بڑا معجزہ یہہ بہی ہوتا۔

ایک اور بات یہہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت رسول دعوے کرتے تہے کہ

جو معجزے مسیح نے دیکھلائے اور جو اوسکے نام سے دیکھلائے گئے وہ واجبی سبب ہین کہ کل دنیا کے لوگ ایمان لائین کہ وہ مسیح ابن اللہ ہے اُسوقت اُن معجزون کا کوئی منکر نہ تہا دین عیسےٰ نے جلد شہرت پائی اور اُسکے مخالفونکی طرف سے ہر طرحکی روک اور مزاحمت ہوا کرتی تہی اور اُسکے شریک ستائے گئے اور مارے گئے اور علم و فیلسوفی نے اُسکا مقابلہ کرکے اُسے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی لیکن جاے غور ہے کہ اُن سب مخالفتونمین جو اُس زمانہ مین ظاہر ہوئین کسی نے انکار نکیا کہ عیسوی دین مین معجزے کا ظہور شامل حال ہے۔ اب کہو تو سہی کہ اگر اِن کرامات کا انکار ممکن ہوتا تو کیا مخالف اُنکا انکار نکرتے یا در کہنا چاہیئے کہ رسول حجت کرتے تہے کہ عیسائی دین کے سوا خدا کی طرف سے کوئی دوسرا مذہب نہین ہے بلکہ جو عقیدہ اور دین مسیح کی تعلیم کے خلاف تہا اُنہون نے اُسکا مقابلہ کرکے ثابت کیا کہ جہوٹا ہے اور چونکہ اپنی تعلیم کے ثابت کرنیکے واسطے وہ معجزون کیطرف متوجہ ہوے اور کسی نے اُن معجزون کا انکار نکیا تو کیا صاف و روشن نہین ہے کہ اُن معجزون کو جہٹلانا غیر ممکن تہا اور جو گواہی وہ لاتے تہے وہ غیر ممکن الرد تہی۔

لیکن اس سے قوی تر دلیل یہی ہے اور وہ یہہ ہے کہ دین عیسےٰ کے مخالفون نے نہ صرف معجزون کا انکار نکیا بلکہ اونکا اقرار کیا اور اُنکی گواہی اُن دونونکی تاریخونمین مذکور ہے۔ فریسیون نے کہا کہ وہ دیوؤن کے سردار کی مدد سے دیوؤن کو نکالتا ہے۔ اسیطرح سلسوس اور ہیروکلیس اور جولین جو دین عیسےٰ کا مقر ہوکے پہر منکر ہوا اور یہودی ربی جو تالمود کے مصنف تہے یہہ سب کے سب عیسائی مذہب کے سخت دشمن ہوکے اُسے نیست و نابود کرنے کی کوشش کرتے رہے اور آجتک اُنکی مخالفانہ تحریر موجود ہے اور اُنمین وہ قبول کرتے ہین کہ معجزے دکہلاے گئے اور اُنہین جادو پر موقوف کرتے ہین اور سیلسوس کہتا ہے کہ مسیح نے جب مصر مین تہا تب ایسا جادو سیکہا جس سے وہ لوگون کو فریب دینے کے قابل ہوا۔ اب جاے انصاف ہے کہ اگر کوئی بات یقینی ہے تو یہہ شک سے مبرا اور یقینی ہے کہ

متی ۹ باب ۳۴ مرقس ۳ باب ۲۲ لوقا ۱۱ باب ۱۵

عیسائی دین ثابت ٹھیرانے کے واسطے معجزے دکھلائے گئے جو تعلیم پیل پیش کرتی ہے اُسے وہ ثابت بھی کرتی ہے اور یہہ خیالی بات نہین ہے بلکہ حق تعالے کا کلام کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اوسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اوسپر ایمان لاے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے - اسلئے چاہیئے کہ اُن باتون پر جو ہمنے سنین اور بھی دل لگاکے غور کرین تا ایسا نہو کہ ہم اُنہین کھو دین کیونکہ جب وہ کلام جو فرشتونکی معرفت کہا گیا مضبوط رہا اور ہر ایک عدول اور نافرمانی نے واجبی بدلا پایا تو ہم کیونکر بچینگے اگر اتنی بڑی نجات سے غافل رہین جسکا بیان پہلے خداوند سے ہوا اور سننے والون سے ہمپر ثابت ہوا خدا آپ اونکے ساتھہ نشانون اور کرامتون اور طرح طرح کے معجزون اور روح القدس کی نعمتون سے اپنی مرضی کے موافق گواہی دیتا رہا -

افلاطون بیان کرتا ہے کہ اکثر لوگون کا ایسا حال ہے کہ اُس سے پیشتر کہ اُنکی عقل اور فہم روشن ہو چاہیئے کہ اخلاقی روشنی پائین اور بیشک جن لوگون نے طبعی روشنی کے سوا اور کچھہ حاصل نکیا اور جو اسبات کو فخر کا باعث سمجھتے ہین کہ اُسکے سوا ہمین کوئی دوسری روشنی نہ چاہیئے ایسے لوگون کے واسطے روحانی روشنی کی بہت ضرورت ہے جس فہم اور عقل نے طبعی نور کو اختیار کرکے اور نور روحانی کو روک کے اُسے آنے نیا وہ عقل اُس آدمی کے حواس کی مانند ہے جو آفتاب کی روشنی کو روک کر تاریکی مین رہتا ہے جو آدمی طبعی روشنی مین چلتا ہے وہ کچھہ نکچھہ گمان کرتا ہے اور انواع چیزون کے مطلب و غرض کو تفتیش کرتا اور خلقت کو دریافت کرکے اُسکے قوانین جنہین وہ اصل حقیقت جانتا ہے بیان کرتا ہے مگر تو بھی وہ تاریکی مین رہتا ہے اور مثل اُس اندھے کی ہے جو اپنی انگلیون سے کسی آدمی کے چہرہ کو ٹٹولتے ٹٹولتے اندرونی روح کی کیفیت معلوم کیا چاہتا ہے اگر اُسکی آنکھین کھل جائین اور وہ روشنی پائے تو اُسکے گمان اور حقیقت کے درمیان کیسا بڑا فرق ہوگا اگر وہ دیکھہ سکے تو انگلیون سے ٹٹولنے کی کیا حاجت ہے اور جو شخص